پتھروں کی بستی میں

نازیہ کنول نازی

پتھروں کی بستی میں

نازیہ کنول نازی

پتھروں کی بستی میں

اسے کہنا دسمبر لوٹ آیا ہے

ہوائیں سرد ہیں اور وادیاں بھی دُھند میں گم ہیں

پہاڑوں نے برف کی شال پھر سے اوڑھ رکھی ہے

سبھی رستے تمہاری یاد میں پُرنم سے لگتے ہیں

جنہیں شرفِ مسافت تھا

وہ سارے کارڈز، وہ پرفیوم

وہ چھوٹی سی ڈائری

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

وہ ٹیرس، وہ چائے

جو ہم نے ساتھ میں پی تھی

تمہاری یاد لاتے ہیں، تمہیں واپس بلاتے ہیں

اسے کہنا کہ دیکھو یوں ستائو ناں

دسمبر لوٹ آیا ہے

سنو...

تم لوٹ آئو ناں!

ٹھنڈ اچھی خاصی بڑھ گئی تھی اور وہ گرم شال سے محروم بار بار اپنے بازوئوں کو اپنے جسم کے گرد لپیٹتی، ارسلان کا انتظار کررہی تھی جو اسے بھول کر نجانے کہاں نکل گیا تھا۔اسٹیج پر اب اس کی دوست نمرہ کے ہاتھوں پر مہندی لگنے کے ساتھ باقاعدہ رسم کا آغاز ہوگیا تھا۔وہ ہجوم بڑھ جانے کے باعث

اسٹیج سے اٹھ آئی تھی اور اب گھر واپسی کے لیے پَر تول رہی تھی مگر اس کا بھتیجا ارسلان کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

بے بسی سے وہ قریب پڑی کرسی پر ٹک گئی جب اچانک اس کا سیل بج اٹھا۔ اسکرین پر سارہ کا نمبر اس کے نام کے ساتھ جگمگا رہا تھا، کیفیہ نے کال پک کرنے میں ایک لمحہ نہیں لگایا۔

"ہیلو...!"

"السّلام علیکم جانو! کیسی ہو؟" دوسری طرف وہ چہک رہی تھی، کیفیہ کے لب بھی مسکرا اٹھے۔

"ٹھیک ہوں الحمد اللہ! تم سنائو، کیسی گزر رہی ہے گائوں کی زندگی؟"

"اے ون، فسٹ کلاس... تم آئو نا یار! سچی گائوں آکر پتا چلا ہے کہ زندگی کا اصل لطف کیا ہے۔"

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"ہاں بھئی ہر چیز خالص جو ملتی ہے وہاں' مجھے یاد تو نہیں کیا ہوگا ان چھ سات دنوں میں۔" سرد آہ بھر کر وہ اب اس سے گلہ کررہی تھی۔دوسری طرف سارہ اس کے معصوم سے گلے پر دھیرے سے مسکرادی۔

"پاگل ہے تُو... بھلا ایسا ممکن ہے کہ میں کہیں بھی رہتے ہوئے تجھے یاد نہ کروں؟"

"ہاں ممکن تو نہیں ہے مگر تیرا پتا کہاں چلتا ہے' خیر اپنے ہیرو کی سنائو' کیا حال احوال ہیں؟"

"حال احوال کیا ہونے یار! یہیں گائوں کے قریب پوسٹنگ ہوگئی ہے اس کی' ہر دوسرے دن ٹپکا رہتا ہے' اوپر سے ایسی شرارتی نگاہوں سے دیکھتا ہے کہ اچھی بھلی لڑکی ہوکر کنفیوز ہوجاتی ہوں' کسی دن ضیاء بھائی نے دیکھ لیا تو شامت آجائے گی۔"

"کیا شامت آجائے گی' پولیس افسر ہیں جناب! تیرے وہ کوئی معمولی مزارع نہیں جو شامت آجائے گی۔" وہ فوراً اس کے دفاع میں بولی تھی۔سارہ شرمیلے سے انداز میں مسکرادی۔

"اور ہاں! یہ جو گائوں کی زندگی کی خوب صورتی کے قصیدے پڑھ رہی ہے ناں تُو' اس کی وجہ بھی سمجھ میں آرہی ہے مجھے..."

"بس رہنے دے' اب ایسے بھی سرخاب کے پَر نہیں لگے اس میں' تجھے تو یونہی شوق رہتا ہے اس کی قصیدہ خوانی کا' خیر کیا کررہی ہو اس وقت؟"

"کچھ نہیں' نمرہ کی مہندی کی تقریب میں آئی بیٹھی ہوں' تم کیوں نہیں آئیں؟"جو سوال سب سے پہلے پوچھنا تھا اس کا موقع آخر میں ملا تھا اسے۔

"بس یونہی یار! تجھے تو پتا ہے میرے بھائی کتنے سخت ہیں' گائوں آکر تو دہلیز سے باہر قدم رکھنے کی اجازت بھی نہیں ملتی' خیر تُو تقریب انجوائے کر' میں ذرا چائے بنالوں' بھائی وغیرہ بس آنے ہی والے ہوں گے۔"

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

جلد ہی گفتگو سمیٹ کر اس نے کال ڈراپ کردی تو کیفیہ پھر سے ارسلان کا نمبر پریس کرنے لگی۔اسی اثناء میں اچانک اس کی توجہ اپنے سے کچھ ہی فاصلے پر بیٹھی ہوئی چھوٹی سی بچی اور اس کی گود میں چڑھے بمشکل دو سالہ کیوٹ بچے کی جانب مبذول ہوئی تھی کیونکہ بچہ ضد میں اس کی آنکھوں کے سامنے بچی کی گود سے پھسل کر زمین پر گر پڑا تھا اور اب حلق پھاڑ کر رو رہا تھا مگر وہاں اس کی طرف متوجہ ہونے والا کوئی بھی نہیں تھا کیونکہ تقریب میں موجود لگ بھگ سبھی لوگ اسٹیج پر جاری مہندی کی رسم میں مصروف تھے۔

ارسلان کا نمبر آف مل رہا تھا اور اِدھر بمشکل چھ سالہ بچی زمین پر گرے ہوئے بچے کو اٹھا کر سنبھالنے کی کوشش کررہی تھی مگر بچہ اپنی ضد میں اس کے قابو نہیں آرہا تھا تب مجبوراً اپنے گداز دل کے باعث اسے اپنی

نشست چھوڑنی پڑی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

”بیٹے! بھائی اتنا رو رہا ہے‘ جائو مما کو بلا کر لائو‘ مما کہاں ہیں آپ کی؟“ جھک کر زمین پر ایڑیاں رگڑتے بچے کو زبردستی اوپر اٹھاتے ہوئے اس نے بچی سے کہا تھا‘ جب وہ حیرانی سے پلکیں جھپک جھپک کر اس کی طرف دیکھتی آہستگی سے سر جھکا گئی۔

”میری مما نہیں ہیں۔“

”ارے... کیوں...؟ میرا مطلب ہے کہاں گئیں آپ کی مما؟“ بچی کے معصومیت سے کہنے پر وہ فوری طور پر کچھ نہ سمجھ سکی۔تبھی وہ بولی۔

”اللہ میاں کے پاس...“

”اوہ! ویری سیڈ... سوری بیٹے! مجھے معلوم نہیں تھا‘ یہاں کس کے ساتھ آئی ہیں آپ؟“ گڑبڑا کر وضاحت دیتے ہوئے وہ پنجوں کے بل نیچے زمین پر ہی بیٹھ گئی تھی۔

”پاپا اور دادو کے ساتھ‘ دادو کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔پاپا انہیں روم میں چھوڑنے گئے ہیں اور یہ سعد ان کے پاس جانے کی ضد کررہا ہے۔“ بچی کی

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

عمر کم تھی مگر ذہانت قابلِ رشک تھی پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی، کوئی تیز تیز قدموں سے چلتا ان کے قریب آگیا۔

"حُرعین...!" کیفیہ کی پشت تھی آنے والے کی طرف، لٰہذا وہ اسے نہیں دیکھ سکی مگر بچی اپنے نام کی پکار پر ضرور آنے والے کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

"جی پاپا!"

"سعد کیوں رو رہا ہے؟" اچٹتی سی نظر کیفیہ پر ڈالتے ہوئے اس نے اپنے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں گھسائے تھے۔کیفیہ چاہتے ہوئے بھی پلٹ کر اس کے چہرے پر پھیلی بے زاری نہ دیکھ سکی۔

"پاپا! سعد آپ کے پاس جانے کی ضد کررہا تھا۔"

حرعین وضاحت دے رہی تھی۔کیفیہ سعد کو آرام سے کرسی پر بٹھاتے ہوئے خود اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اوکے بیٹا! میں چلتی ہوں اپنا اور بھائی کا خیال رکھا کریں۔" بچی کے گال کو نرمی سے چھو کر وہ تیزی سے پلٹ آئی جب کہ اس کی پشت پر کھڑے عظیم حیدر لغاری نے فوراً لپک کر بیٹے کو گود میں لیا اور اسے چپ کروانے کی کوشش کرنے لگا۔

☆...☆...☆

گزرتے ہر دن کے ساتھ ٹھنڈ بڑھ رہی تھی، وہ شام کے گہرے ہوتے ہی بڑی بھابی کی پکار پر ڈائجسٹ پھینک کر دو دو سیڑھیاں پھلانگتی نیچے صحن میں اتر آئی۔جہاں آج پھر سالار آفندی خوب پھیل کر بیٹھا اس کے بڑے بھائی کے ساتھ گپیں لڑا رہا تھا۔کہنے کو وہ خاصا میچور اور آفیسر بندہ تھا مگر سارہ کے ساتھ اس کی چھیڑ چھاڑ اور بچکانہ حرکتیں دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں۔وہ

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

جتنا اس کے سائے سے دور بھاگتی تھی اتنا ہی وہ قریب آکر اسے زچ کرتا تھا۔

اس وقت بھی اسے دیکھ کر منہ پھیرتے ہوئے وہ بڑے دل فریب انداز میں مسکرایا تھا۔

”سارہ! میں نے سالن تیار کرلیا ہے تُو جلدی سے روٹی ڈال لے‘ سالار بھائی آئے ہوئے ہیں تیرے بھائی کے ساتھ ہی کھانا کھالیں گے۔“

جونہی اس نے باورچی خانے میں قدم رکھا بھابی کا حکم نامہ شروع ہوگیا۔وہ تپ کر ہونٹ بھینچ گئی کیونکہ سامنے بیٹھے بڑے بھائی اور سالار آفندی کی موجودگی میں ان سے کچھ بھی کہنا ممکن نہیں تھا۔اسے حکم سنا کر اگلے ہی پل وہ باورچی خانے سے باہر نکل گئیں تو سارہ نے جلے دل کے ساتھ پیڑھی سنبھال لی‘ کیونکہ سالار کی نظر سیدھی اس کے تپے ہوئے چہرے پر پڑرہی تھی اور وہ اسے چڑانے کے لیے مسکرا رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

”اور سنا... وہ بابا حکیم کے بیٹے والے کیس کا کیا بنا؟“ ضیاء بھائی چونکہ اس کے ماموں زاد سالا ر آفندی سے بھی چھ سات سال بڑے تھے لٰہذا اس کے ساتھ بھی ان کا سلوک بزرگانہ ہی تھا جسے وہ قطعی محسوس نہیں کرتا تھا۔اس وقت بھی ان کے سوال پر وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

”بننا کیا تھا بھائی! بیس سال قید بامشقت کی سزا ہوگئی‘ میرے آنے سے پہلے ہی مدعیوں نے کیس کُھڑے لائین لگوادیا‘ اب کیا ہوسکتا ہے؟“

”ہاں! ہو تو کچھ نہیں سکتا مگر بڑی زیادتی ہوئی ہے بے چارے کے ساتھ‘ ایک ہی بیٹا وہ بھی قطعی بے قصور... صحیح کہتے ہیں کہنے والے یہ پیسہ بڑی ظالم چیز ہے‘ سزاوار کو پھانسی کے تختے سے بچالائے اور بے قصور کو ساری عمر جیل میں سڑا دے‘ بندہ کس سے گلہ کرے‘ کہاں انصاف مانگنے جائے۔“ ان کے لہجے میں درد تھا۔سالار ان کی رحم دلی کے احساس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”بس بھائی! دنیا کا یہی دستور ہے۔اب میں اور آپ کتنے لوگوں کو انصاف دلا سکتے ہیں یہاں تو ہر فیلڈ میں کالی بھیڑیں منہ چھپائے بیٹھی ہیں۔اعلیٰ افسران تک بات پہنچتی ہی نہیں اور نیچے زندگیوں کے فیصلے ہوجاتے ہیں۔ذرا سے پیسوں کے ہونے سے رپورٹ آپ کے حق میں اور نہ ہونے سے رپورٹ مخالف پارٹی کے حق میں، کون دیکھتا ہے ایسی بے ایمانی؟ ذرا سا قلم ہی تو چلتا ہے بہرحال میں اب چلتا ہوں، آپ فارغ ہوں تو کبھی بھابی کے ساتھ گھر کا چکر لگایئے گا۔“ تیزی سے اپنی بات مکمل کرتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا تو سارہ نے شکر کا کلمہ پڑھا۔

”کھانا کھا کر جانا سالار! سارہ روٹی ڈال رہی ہے۔“ اسے اٹھتے دیکھ کر ضیاء بھائی نے فوراً روکنے کی کوشش کی تھی مگر وہ معذرت کرگیا۔

”نہیں بھائی! کل سہی... آج کہیں جانا ہے اس لیے تھوڑا سا مصروف ہوں۔ اچھا پھر خدا حافظ!“ اسے شاید کچھ یاد آگیا تھا۔اس لیے فوراً اٹھ کر اندر کمرے میں نماز پڑھتی فائزہ بیگم سے پیار لے کر، سرسری سی نگاہ چلتے ہوئے

باورچی خانے میں بالکل سامنے پیڑھی پر بیٹھی ہوئی سارہ پر ڈالتے ہوئے وہ سرعت سے گھر سے باہر نکل گیا۔

☆...☆...☆

سارہ نایاب اور کیفیہ ہمدانی کی دوستی بچپن میں ہی اسی گائوں میں پروان چڑھی تھی۔سارہ کی والدہ، کیفیہ کی والدہ کی بہت اچھی دوست تھیں اور ان کے والد کا بھی آپس میں کافی ملنا ملانا تھا۔یہی وجہ تھی کہ دونوں گھرانے بلا روک ٹوک ایک دوسرے کے گھر آتے جاتے تھے۔سارہ اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی اور تین بڑے بھائیوں کی واحد بہن تھی۔اس کے دادا وسیع زمینوں اور باغات وغیرہ کے ساتھ ساتھ شہر میں کئی مکانات کے مالک تھے۔ان کی رحلت کے بعد ان کی ساری جائیداد اس کے والد صاحب کے حصے میں آگئی

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

کیونکہ وہ اپنے والد کے اکلوتے وارث تھے اب چونکہ اس کے والد کی بھی رحلت ہوچکی تھی تو ساری جائیداد اس کے بھائیوں کے قبضے میں آگئی تھی۔

والد کی زندگی تک اس کی زندگی بڑی پُرآسائش تھی اسے پڑھ لکھ کر کچھ نہ کچھ بننے کا شوق تھا' مگر اس کے بھائی اس کی پرائمری کے بعد تعلیم کے حق میں نہیں تھے' ان کا بس نہ چلتا تھا کہ آگے پڑھنے کی خواہش کرنے پر وہ اس کی سانسیں روک دیتے' تاہم اس کے والد نے اس کا ساتھ دیا تھا' اپنے بیٹوں کی مرضی کے خلاف انہوں نے اکلوتی بیٹی کی خواہش پر نہ صرف اسے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی بلکہ شہر میں اس کے قیام کے لیے ہوسٹل میں رہنے کی اجازت بھی دے دی' جو کم از کم اس کے بھائیوں کے لیے کسی طور قابلِ برداشت بات نہیں تھی مگر مصیبت یہ تھی کہ تینوں میں سے کوئی بھی باپ کے فیصلوں میں ٹانگ اڑانے کی جرأت نہیں رکھتا تھا۔

سالار اس کی پھوپو کا چھوٹا بیٹا تھا' اس کی پھوپو اس کے والد چھوٹی تھی اور ان کے بس دو بیٹے ہی تھے' بڑا بیٹا آرمی میں تھا اور ہر چھ ماہ کے بعد مختلف

شہروں میں اس کی پوسٹنگ ہوتی رہتی تھی۔سالار کو پولیس لائن میں دلچسپی تھی لہٰذا وہ اسی لائن کی طرف آگیا تھا۔

کیفیہ ہمدانی کے والد پروفیسر تھے' لہٰذا اپنی سہولت کے لیے روزانہ شہر سے گائوں کا سفر ترک کرتے ہوئے انہوں نے شہر میں ہی گھر تعمیر کروالیا تھا اور یوں میٹرک سے پہلے ہی کیفیہ اسے چھوڑ کر شہر چلی گئی۔میٹرک کے بعد کالج میں دوبارہ دونوں کا ملاپ ہوا تھا۔کیفیہ کا صرف ایک بڑا بھائی تھا جو اس سے تقریباً دس پندرہ سال بڑا تھا' لہٰذا ان کے بچے بھی اس کے برابر آگئے تھے۔اس کے والدین چونکہ اس کے بچپن میں ہی وفات پاچکے تھے۔لہٰذا شروع سے ہی اس کے مزاج میں حساسیت در آئی تھی۔کسی کو بھی مشکل میں دیکھتی تو آنکھیں بھر آتیں' نرم دلی اور مروّت جیسے اس کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

ابھی ان کا بی اے کلیئر بھی نہیں ہوا تھا کہ سارہ کے والد کی وفات ہوگئی' وہ اینول پیپرز دیئے بغیر والد کی وفات پر گھر آئی تو پھر اس کے بھائیوں نے

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

دوبارہ اسے شہر کا رستہ دیکھنے ہی نہیں دیا وہ چونکہ اپنے والد کے ساتھ ساتھ بھائیوں سے بھی بہت پیار کرتی تھی لہٰذا ان کے حکم پر بنا چوں چراں آرام سے گھر بیٹھ گئی۔

سالار نے اس موضوع پر ایک دوبار اس سے بات کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ اس کے ہاتھ ہی نہ لگی۔یہ نہیں تھا کہ اسے سالار اچھا نہیں لگتا تھا وہ اسے پسند کرتی تھی مگر اپنی پسند سے زیادہ اسے اپنے بھائیوں کی عزت کا خیال تھا' وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرنا چاہتی تھی کہ جس سے اس کے بھائیوں کی رائے اس کے بارے میں خراب ہوتی۔یہی وجہ تھی کہ جب بھی سالار اس کی راہ روکتا یا اس سے بدتمیزی کرنے کی کوشش کرتا تو وہ سختی سے اسے ڈپٹ کر رکھ دیتی۔تعلیم چھوڑنے کے بعد گائوں میں اس کا زیادہ تروقت ماں کی خدمت میں یا گھر کے کام کاج میں ہی بسر ہوتا تھا۔

اس شام بھی ماں کے حکم پر وہ سالار کے گھر کی طرف آئی تھی' اسے گاجر کا حلوہ دینے کیونکہ وہ کئی روز سے ان کے گھر نہیں آیا تھا۔اس وقت بھی وہ

گھر نہیں پہنچا تھا لہٰذا وہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھ آئی تھی مگر ابھی آدھا راستہ بھی طے نہیں کیا تھا کہ وہ راستے میں مل گیا۔سارہ کا دل اسے سامنے دیکھ کر تیزی سے دھڑکا تھا مگر بظاہر وہ بے نیازی کا مظاہرہ کرتی چلتی رہی۔تبھی اس کی سرکاری گاڑی کے ٹائر عین اس کے قدموں کے قریب چرچرائے تھے۔

''یہ کیا بدتمیزی ہے؟'' حسبِ معمول اس کی شرارت پر خفا ہوتے ہوئے وہ تپ اٹھی تھی۔سالار کن اکھیوں سے اس کی طرف دیکھتا دھیرے سے مسکرادیا۔

''خیریت! اس ٹائم کہاں سے آرہی ہو؟'' اس کی خفگی بھرے سوال کو اس نے اہمیت نہیں دی تھی۔

''کہیں سے نہیں' راستہ چھوڑو میرا۔'' وہ جتنا گھبرا رہی تھی' سالار کو اسے تنگ کرنے میں اتنا ہی مزا آتا تھا کیونکہ بچپن سے وہ اسے پسند کرتا آرہا تھا۔مگر سارہ اس بات سے قطعی بے خبر تھی۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"اگر نہ چھوڑوں تو...؟" گاڑی سے نکل کر عین اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے وہ پوچھ رہا تھا۔سارہ کا دل اور تیزی سے دھڑک اٹھا۔

"مجھے دیر ہورہی ہے' اماں پریشان ہورہی ہوں گی۔"

"اماں کی پریشانی کا اتنا خیال اور میرے جذبات کی کوئی قدر نہیں۔" صد شکر کہ وہ راستہ زیادہ آباد نہیں تھا ورنہ آتے جاتے کوئی دیکھ لیتا تو اچھی خاصی کہانی بن جاتی۔سارہ اب حقیقی معنوں میں پریشان ہو اٹھی تھی جب کہ وہ پُرشوق نگاہوں سے اس کے گھبرائے گھبرائے سے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"سالار پلیز...!" بالآخر بھیگی پلکیں اٹھا کر اس نے ملتجی انداز میں اس کی طرف دیکھا تھا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

"ایک شرط پر راستہ چھوڑوں گا۔"

"کیسی شرط...!" وہ موقع کا فائدہ اٹھا رہا تھا اور اِدھر سارہ کی جان پر بنی ہوئی تھی۔

"پہلے وعدہ کرو کل گھر ملنے آئو گی۔"

"پاگل ہوگئے ہو کیا' بھائی روز آنے جانے کو بالکل پسند نہیں کرتے۔"

"چلو پھر ٹھیک ہے آج قدرت نے تم سے دو' دو ہاتھ کرنے کا موقع فراہم کردیا ہے تو کیوں نہ یہیں فائدہ اٹھالوں۔" اس کی آنکھوں میں شرارت تھی۔ سارہ کے ہاتھ سرد پڑگئے۔

"سالار میں کہہ دیتی ہوں اگر تم نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو میں تمہاری جان لے لوں گی۔"

"اچھا! مثلاً کیسے...؟" عادت کے عین مطابق اسے سارہ نایاب کو تنگ کرنے میں مزا آرہا تھا جب کہ وہ روہانسی ہورہی تھی اور پھر جیسے ہی اس نے ایک قدم آگے بڑھایا وہ اس پر جھپٹی اور اسے شانے کے قریب

سے اتنی زور سے کاٹا کہ وہ بلبلا اٹھا۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"ایسے..." اس کے دھکا دینے پر کچھ جتاتی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنبھل کر وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی جب کہ وہ اس کے اس قدر جارحانہ انداز پر دانت پیس کر رہ گیا۔

"بدتمیز...!"

☆...☆...☆

وہ گہری نیند سو رہی تھی اور گاڑی کا مسلسل بجتا ہارن اس کی میٹھی پُرسکون نیند میں خلل ڈال رہا تھا۔تقریباً پانچ منٹ مسلسل بجتے ہارن نے اس کی پُرسکون نیند کو بالآخر ختم کردیا تھا۔و ہ خاصے کوفت بھرے انداز میں اٹھ کر بیٹھی تھی۔

"بدتمیز... جاہل... پتا نہیں کس پینڈو کو اللہ نے گاڑی دے دی ہے جو جان کا عذاب بننے پر تلا ہوا ہے۔" اپنے ریشمی بال دونوں ہاتھوں سے سمیٹتے ہوئے وہ بستر سے اٹھ کر باہر روڈ کی جانب کھلنے والی کھڑکی طرف بڑھ آئی۔پچھلے چار روز کی مانند اس وقت بھی اس کے گھر کے عین سامنے والے بنگلے کے بڑے سے گیٹ کے سامنے گاڑی کھڑی تھی اور کوئی ہارن پر ہاتھ رکھ کر اسے ہٹانا بھول گیا تھا۔

"ایک نمبر کا لوفر' آوارہ شخص ہے' بھلا یہ کوئی وقت ہے گھر واپسی کا' اوپر سے نوابیاں دیکھو اپنے گھر کے افراد کا نہیں تو کم از کم محلے والوں کے سکون و آرام کا ہی خیال کرے مگر اتنی تمیز اللہ نے دی ہو تب ناں!" غصے میں اپنے ناخن چباتے ہوئے وہ جانے کیا کیا بولے جارہی تھی۔

فجر کی اذان ہونے میں بس کچھ ہی وقت باقی تھا لہٰذا تہجد کی نماز کی نیت سے وضو کرنے وہ واش روم میں گھس گئی۔چار نوافل کی ادائیگی کے بعد ایک عجیب سے نور بھرے سکون نے جیسے اسے اپنے حصار میں لے لیا' وہ

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

وہیں مصلیٰ پر بیٹھی فجر کی اذان تک مختلف آیات کا ورد کرتی رہی پھر فجر کی نماز مکمل یکسوئی سے ادا کرکے کچھ دیر کلام پاک کی تلاوت کی اور پھر کمرے سے نکل آئی۔نیچے کچن میں حسبِ معمول بھابی ناشتہ بنانے میں مصروف تھیں اور ان کا سب سے چھوٹا بیٹا کچن میں ہی ان کے پاس کھڑا' اٹھلاتے ہوئے جانے کس چیز کی فرمائش کررہا تھا۔

”السّلام علیکم بھابی! طلحہ کیوں رو رہا ہے؟“ بھابی اس کی پکار پر فوراً چونک کر پلٹیں۔

”ارے میں آٹا گوندھ رہی ہوں اور یہ صاحب آملیٹ کے لیے ضد کررہے ہیں' اب ہاتھ فارغ ہوں گے تو ہی موصوف کی فرمائش پوری کرسکوں گی ناں۔“

”ہاہاہا... بات تو بالکل ٹھیک ہے آپ کی' یہ اپنے طلحہ صاحب دن بہ دن کچھ زیادہ ہی خراب نہیں ہوتے جارہے۔“ ایک چھوٹی سی دھپ اپنے ننھے منے بھتیجے کی پشت پر رسید کرتے ہوئے اس نے اپنی سادا سی بھابی کے شکوے کو

خوب انجوائے کیا تھا پھر ان کے فارغ ہونے سے قبل ہی اس نے آملیٹ بنا کر بھتیجے صاحب کی فرمائش پوری کردی۔

”بھابی! یہ سامنے بنگلے میں کون جاہل لوگ آکر ٹھہرے ہیں؟“ بھتیجے کی ٹیں ٹیں بند ہوتے ہی اس نے بھابی سے پوچھا تھا کیونکہ کل رات کی بے آرامی اسے بھتیجے کو روتے دیکھ کر پھر یاد آگئی تھی۔بھابی نے اس کے سوال پر ہلکا سا قہقہہ لگایا تھا۔

”ارے جاہل کہاں' خاصی پڑھی لکھی فیملی ہے۔بے چاری زینب بی کے شوہر پی آئی اے میں بائیس گریڈ کے آفیسر تھے۔چند سال پہلے ان کی رحلت ہوگئی اب اکلوتا بیٹا سنا ہے پی آئی اے میں پائلٹ ہے۔دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں موصوف کے' ابھی کچھ عرصہ پہلے اس کی بیوی کی بھی اچانک وفات ہوگئی۔اسی لیے خاصا سر پھرا ہوگیا ہے' سنا ہے بہت پیار کرتا تھا اپنی بیوی سے' محبت کی شادی تھی۔“

”اوہ ویری سیڈ! ویسے آپ کو یہ ساری معلومات کہاں سے حاصل ہوئیں؟“

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”بہت اچھی خاتون ہیں زینب بی! تم ان کے چہرے پر بکھرا نور دیکھو ناں کیف! تو سچ حیران رہ جائو‘ ہر وقت وضو میں رہتی ہیں اور اللہ کو یاد کرکے روتی رہتی ہیں‘ انہیں دیکھتی ہوں تو لگتا ہے کہ جیسے ہم بس زندگی کو ضائع کررہے ہیں۔“

بھابی زینب بی سے خاصی متاثر دکھائی دے رہی تھیں۔وہ تائیدی انداز میں سر ہلا کر رہ گئی۔

”سارے دن کمرے میں گھسی بے کار کاموں میں وقت برباد کرتی رہتی ہو‘ کبھی لگالیا کرو اُدھر کا چکر‘ ذرا دل ہی بہل جائے بے چاری بوڑھی عورت کا۔“

”ہاں! دیکھوں گی۔ان کے بیٹے نے پچھلے چار روز سے سارے محلے والوں کی ناک میں دم کیا ہوا ہے‘ اس کی شکایت تو لگانی ہی ہے۔“

اپنے بھتیجے کی پلیٹ سے آملیٹ کا چھوٹا سا ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈالتے ہوئے اس نے تفصیلاً زینب بی کے بیٹے کی حرکت سے متعلق تمام تر شکایت ان کے

گوش گزار کردی تھی جس پر ایک مرتبہ پھر وہ قہقہہ لگاتے ہوئے خود بھی اپنے ڈسٹربنس کا اظہار کرتیں‘ اپنے اور کیفیہ کے لیے چائے کا پانی رکھنے لگیں۔

☆...☆...☆

”سالار پُتر! میں پچھلے کئی روز سے تم سے بہت ضروری بات کرنا چاہ رہی تھی‘ تم آئے کیوں نہیں؟“ سارہ کی بدتمیزی کے باعث اس بار سالار نے کئی روز بعد اپنی پھوپو فائزہ بیگم کے گھر کا چکر لگایا تھا جس پر وہ اس سے شکوہ کناں تھیں۔تاہم اب وہ انہیں کیا بتاتا کہ وہ کیوں نہیں آرہا تھا۔تبھی سر جھکا کر زیر لب مسکراتے ہوئے بولا۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”کچھ مصروف تھا پھوپو! دو تین کیس ایسے چل رہے تھے کہ گھر جانے کی بھی فرصت نہیں مل رہی تھی، بہرحال خیریت تو تھی ناں؟ کون سی ضروری بات کرنا چاہ رہی تھیں آپ؟“

”ہے ایک بات، جو مجھے بہت پریشان کررہی ہے مگر سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیسے تم سے کہوں؟“

ان کے تینوں بیٹے ضیائ، ریاض اور شاہد کسی جھگڑے کی پنچائیت میں مصروف ہونے کے باعث ابھی تک گھر نہیں آئے تھے اور فائزہ بیگم نے اسی وقت کا فائدہ اٹھایا تھا۔سارہ البتہ اپنی بھابی کے ساتھ جان بوجھ کر باورچی خانے میں مصروف ہوگئی تھی۔

”کہیں ناں پھوپو! میں سن رہا ہوں۔“ اس کے اصرار پر کچھ الجھتی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ پھر سر جھکاگئی تھیں۔

”سالار! تم تو جانتے ہو پُتر! سارہ میری اکلوتی دھئی ہے، جسے میں نے اور تمہارے مرحوم پھوپا نے بڑی منتوں مرادوں کے بعد ربّ سوہنے سے پایا

تھا، تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے اور تیرے مرحوم پھوپا نے اس کی سگائی تیرے جیسے سوہنے گھبرو پُتر کے ساتھ اسی لیے طے کی تھی کہ ہماری دھئی اس آنگن سے رخصت ہونے کے بعد بھی سدا سکھی رہے۔“

”جی پھوپو میں جانتا ہوں لیکن بات کیا ہوئی ہے۔کیا اب آپ سارہ کی شادی میرے ساتھ نہیں کرنا چاہتیں؟“

”ایسی بات نہیں ہے بیٹے!“ اس کے الجھن بھرے انداز پر ذرا سی دیر کو انہوں نے اپنا چہرہ اوپر اٹھایا تو ان کی پُرنور آنکھوں میں آنسو چمکتے دیکھ کر وہ بے قرار ہو اٹھا۔

”پھوپو آپ... آپ رو کیوں رہی ہیں؟ آخر بات کیا ہے؟“ وہ اچھا خاصا پریشان ہو اٹھاتھا۔فائزہ بیگم نے اپنے بہتے آنسو پی لیے۔

”سالار پُتر! وقت بڑا ظالم آگیا ہے، روپے پیسے کی ہوس نے سارے رشتوں کی خوب صورتی اور احترام کو نگل لیا ہے، مجھے لگتا ہے جیسے میری معصوم دھئی بھی اسی اژدھے کی بھوک کی نذر ہوجائے گی۔“ وہ بہت مدھم آواز

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

کے ساتھ بول رہی تھی۔سالار کا دل انجانے سے خدشے کے احساس سے دھڑک اٹھا۔

''آپ... کہنا کیا چاہتی ہیں پھوپو...؟''

''وہی جو مجھے نہیں کہنا چاہیے۔سالار... تم...!''

ابھی ان کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ بیرونی دروازہ ٹھک سے کھلا اور اگلے ہی پل ضیائ' ریاض اور شاہد خاصے خوش گوار موڈ کے ساتھ گھر کے اندر چلے آئے۔

''یہ لوگ آگئے ہیں میں تم سے بعد میں بات کروں گی' کل یا پرسوں چکر ضرور لگانا۔'' اپنے بیٹوں کو آتا دیکھ کر وہ اچانک بوکھلا گئی تھیں جس پر سالار مزید الجھ کر رہ گیا' تاہم اس سے پہلے کہ وہ ان سے کچھ پوچھتا' شاہد تھل تھل کرتا وہیں فائزہ بیگم کے کمرے میں چلا آیا۔

''آ... میرا یار آیا ہوا ہے' بڑے دنوں کے بعد شکل دکھائی تُو نے' کیسی چل رہی ہے تیری تھانے داری؟'' اس سے بغل گیر ہوکر سالار کے مضبوط وجود

WWW.PAKSOCIETY.COM

کو اپنی طاقت ور بانہوں میں کستے ہوئے اس نے پوچھا تو مجبوراً سالار کو دکھاوے کی مسکراہٹ لبوں پر سجانی پڑی۔

''اچھی چل رہی ہے تُو سنا' کہاں مصروف رہتا ہے آج کل سارا سارا دن۔''

''کہاں ہونا ہے یار! ان کمی کمین لوگوں کے جھگڑے ہی ختم نہیں ہوتے' وہ اسلم لوہار نہیں ہے اس کی بیٹی کی کسی نے عزت خراب کرکے لاش میرے یار راشد کے کھیتوں میں پھینک دی' سارا گائوں اس پر شک کررہا تھا' بڑی مشکل سے جان چھڑا کر آیا ہوں اس کی۔'' شاہد کے لہجے میں گہرا سکون اور فخر تھا۔سالار کن اکھیوں سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔

''کیسے چھڑا کر آئے ہو جان؟''

''کیسے چھڑانی تھی یار؟ ان کمی کمین بھوکے ننگے لوگوں کو جب تک ان کی اوقات یاد نہ دلائو' یہ سیدھی راہ پر نہیں آتے۔میرا خیال تھا کچھ روپے پیسے سے بات بن جائے گی مگر وہ سالی اسلم لوہار کی بیوی بات نہیں مان رہی تھی' گھوم گیا میرا میٹر... اور میں نے سارا کیس خود ان دونوں میاں بیوی پر

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

ڈال کر اندر کروادیا انہیں، اب دیکھوں گا کیسے چڑ چڑ کرتی ہے میرے سامنے۔" سالار کو اس سے ایسے ہی جواب کی توقع تھی لہٰذا لب بھینچ کر رخ پھیر گیا۔ضیاء بھائی اور ریاض بھی اسی مسئلے پر گفتگو کررہے تھے، وہ فائزہ بیگم کو تسلی دے کر صحن میں ان کے پاس آبیٹھا۔

"آشہزادے! سنا ہے آج کل بڑی نیکی اور بھلائی کی مہم پر لگا ہے، خیال رکھنا یار! پانی میں رہ کر کوئی مگر مچھ سے بیر نہیں لیتا اور تیری جو نوکری ہے، اس میں تو ویسے بھی ایمان داری نہیں چلتی، بندہ زیادہ سیدھا ہوکر چلے تو منہ کے بل گرنا پڑتا ہے، سمجھ رہے ہو ناں میری بات؟" ریاض بھائی نے اس کی پیٹھ تھپکتے ہوئے ہزار بار پہلے کی، کی ہوئی نصیحت پھر اس کے کان میں انڈیلی، جسے وہ معمول کے مطابق سنی ان سنی کرتے ہوئے سر جھٹک گیا۔

"مجھ جیسے چند افسران کی نیکی اور بھلائی سے کچھ نہیں ہوتا ریاض بھائی! جتنا زہر اس ملک کی جڑوں میں پھیل چکا ہے، اس کے لیے بڑے پیمانے پر صفائی کی ضرورت ہے، آپ اطمینان رکھیے ابھی ان چھوٹے موٹے دیہاتوں میں آپ

WWW.PAKSOCIETY.COM

جیسے با اثر زمین داروں کی طاقت کا سورج ڈوبنے والا نہیں۔" اس کی سنجیدگی سے کہی بات پر ریاض وڈیرا نے بڑا بے ڈھنگا قہقہہ لگایا تھا۔وہ ان کے قریب سے اٹھ کر کچن کے دروازے پر آکھڑا ہوا۔

"بھابی! ایک گلاس پانی ملے گا؟"

نظریں چاول پکاتی سارہ کے تپے ہوئے چہرے پر جماکر وہ بظاہر ضیاء بھائی کی بیوی زہرا سے پانی مانگ رہا تھا، جو اس کی شرارت پر خود بھی مسکرا اٹھی تھیں۔

"دیتی ہوں، سارہ چاول بنا رہی ہے چاول کھا کر جانا۔"

"نہیں بھابی! رہنے دیں آل ریڈی ان کے ہاتھوں بہت کچھ کھا چکا ہوں میں۔" خوب صورت نگاہوں میں ہزاروں شکوے مچل رہے تھے۔وہ اس کی طرف سے دانستہ رخ پھیر گئی۔

"آج سردی میں پہلے کی نسبت زیادہ شدت محسوس ہورہی ہے، ہے ناں!"

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

بھابی زہرا سے گلاس لے کر پانی پینے کے بہانے وہ پنجوں کے بل چولہے کے قریب سارہ کے سامنے ہی بیٹھ گیا تھا‘ جس پر وہ خفگی سے اس کی طرف دیکھتی ہوئی مدہم لہجے میں بولی۔

"مجھے تم سے ضروری بات کرنی تھی‘ کل اتوار ہے تم گھر پر ہوگے ناں؟"

"نہیں! گھر پر تو نہیں ہوں گا لیکن آجائوں گا‘ کیوں خیریت ہے ناں؟"

"پتا نہیں! کل عصر کے بعد چکر لگائوں گی‘ آجانا گھر۔"

"ٹھیک ہے جو سرکار کا حکم! اب جائوں؟"

"ہاں...!"

لکڑیاں گیلی ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ ساتھ سالار سے بھی چولہے سے اٹھتا دھواں برداشت کرنا مشکل ہورہا تھا۔لٰہذا لو دیتی نگاہوں سے کچھ پل مسکرا کر اسے دیکھنے کے بعد وہ اس کے قریب سے اٹھ آیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

☆...☆...☆

اگلے روز عصر کی نماز کے بعد وہ بھابی کو بتاکر فائزہ بیگم کی باقاعدہ اجازت سے سالار آفندی کے گھر چلی گئی تھی۔اس کی بھابی فاطمہ صحن میں جھاڑو لگا رہی تھی جب کہ ماں آمنہ بیگم ابھی جائے نماز پر بیٹھی مختلف تسبیحات کا ورد کر رہی تھیں۔وہ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ کر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد سالار کے پکارنے پر اس کے کمرے کی طرف چلی آئی تھی۔

شدید سرد موسم میں بھی اس نے یونیفارم شرٹ اتار کر صرف بنیان پہن رکھی تھی‘ وہ ایک نظر اسے بستر میں گھسے دیکھ کر جز بز سی ہوگئی۔

"آجائو یار! کب سے راہ دیکھ رہا ہوں‘ تم تو امریکی وزیر خارجہ بن گئی ہو۔"

کہنیوں کے بل اٹھ کر وہ بیڈ کی پٹی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔سارہ نے بیڈ سے قدرے فاصلے پر پڑی کرسی سنبھال لی۔

"اللہ معاف رکھے مجھے امریکی وزیر خارجہ بننے سے۔"

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”صحیح کہہ رہی ہو‘ کہاں وہ پریوں سی صورت اور کہاں تم چڑیلوں کی ملکہ!“ اس کو چڑیل کہنے پر سارہ اسے گھور کر رہ گئی۔

”تو تمہیں کون کہتا ہے چڑیلوں کی ملکہ کے ناز اٹھاؤ‘ ویسے بھی یہاں اس وقت میں تم سے لڑنے کے لیے نہیں آئی۔“

”اچھا! پھر کیا پیار کرنے آئی ہو؟“ نچلا لب دبا کر اس کے شرارت سے کہنے پر وہ پھر سلگ کر رہ گئی۔

”سالار! اگر تم نے ایسی ہی فضول باتیں کرنی ہیں تو میں جارہی ہوں گھر واپس۔“ اسے لفظوں سے زیادہ اس کی نگاہوں سے الجھن ہورہی تھی تبھی فوراً اٹھ کر کھڑی ہوئی تو وہ گڑبڑا گیا۔

”بیٹھو! جان نکال دوں گا اگر یہاں سے ہلی تو...“ کمبل پھینک کر وہ بستر سے نکل آیا تھا۔ناچار اسے دوبارہ بیٹھنا پڑا۔

”چلو بولو کیا بات ہے‘ پھوپو بھی کچھ کہنا چاہ رہی تھیں مگر بات ادھوری رہ گئی۔“

WWW.PAKSOCIETY.COM

”مجھے ان کا تو نہیں پتا کہ وہ کیا کہنا چاہ رہی تھیں مگر جو بات میں کہنا چاہ رہی تھی وہ یہ ہے کہ ابھی کچھ روز قبل یہاں اسلم لوہار کی بیٹی کا جو قتل ہوا ہے‘ میں اسے بہت اچھی طرح سے جانتی ہوں۔اس لڑکی کا ہمارے گھر بہت آنا جانا تھا اور جو شاہد بھائی ہیں ناں ان کی بھی کافی نیت خراب تھی اس پر‘ میرے سامنے کئی بار اس کی بانہہ پکڑی تھی انہوں نے‘ جس پر ایک بار اس نے تھپڑ بھی مارا تھا انہیں‘ یہ بات ابھی زیادہ پرانی نہیں ہوئی ہے۔ سالار! ان لوگوں کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے۔مجھے لگتا ہے کہ اس کے قتل میں ضرور بھائی کے دوست کا ہاتھ ہوگا‘ ہوسکتا ہے بھائی نے اس کی کوئی مدد کی ہو تو پلیز تم چاچا اسلم اور ان کی بیوی کو چھوڑ دو ناں‘ وہ تو خود ظلم کا شکار ہیں۔“

”پتا ہے مجھے لیکن ان لوگوں کے خلاف مقدمہ بنانے والے خود تمہارے بھائی ہیں سارہ! آج ایف آئی آر رپورٹ پڑھی ہے میں نے‘ اسلم لوہار اور اس کی بیوی کے خلاف تمہارے معزز بھائی کے چند دوستوں نے خود تھانے

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

جاکر یہ بیان دیا ہے کہ پسند کی شادی کے لیے گھر سے بھاگنے پر خود اسلم لوہار اور اس کی بیوی نے بے دردی سے اپنی بیٹی کو مار ڈالا۔یہ بھی لکھا گیا کہ اس لڑکی کے گائوں سے باہر کسی شخص کے ساتھ غلط قسم کے تعلقات تھے' لہٰذا گھر والوں نے غیرت کے جوش میں آکر اسے کھیتوں میں قتل کر ڈالا' جس کے چشم دید گواہ تمہارے بھائی کے معزز دوست ہیں۔اب بتائو بھلا کیا میں تمہارے بھائیوں کے ساتھ جنگ کروں, جب کہ ان کے تعلقات مجھ سے بھی اوپر ہیں۔''

''اس کا مطلب ہے تھانے دار ہوکر بھی تم سب کی طرح چپ چاپ ان لوگوں کی بے بسی کا تماشا دیکھو گے؟'' اس کے دل میں دکھی انسانیت کا گہرا درد تھا۔سالار نے لب بھینچ کر رخ پھیر لیا۔

''اور کیا کروں... تم بتائو؟''

''ریزائن دے دو جاب سے اور آکر میرے بھائیوں کی زمین پر کاشت کاری شروع کردو۔'' وہ تپی تھی اور سالار کو نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے الفاظ پر ہنسی آگئی۔

''اچھا مشورہ ہے غور کروں گا اس پر اور کوئی حکم؟''

''اور چوڑیاں پہن کر گھر بیٹھ جائو' یہی بہتر ہے تمہارے لیے کل کو میرے ساتھ بھی یہی سب ہوگیا تو یونہی ہنستے رہنا۔''

اپنی نشست سے اٹھتے ہوئے یونہی جذبات میں اس نے کہہ دیا تھا مگر جواب میں سالار کی طرف سے پڑنے والے بھرپور تھپڑ نے اس کے چودہ طبق روشن کردیئے۔

''آج ایسی بکواس کی ہے' دوبارہ کبھی کوئی فضول لفظ منہ سے نکلا تو زندہ زمین میں گاڑ دوں گا تمہیں سمجھی...'' پل میں موڈ خراب ہوا تھا اس کا' وہ گال پر ہاتھ رکھے کتنی ہی دیر حیرانی سے اسے دیکھتی رہی تھی۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

☆...☆...☆

اے ڈھلتی شام کے لمحو

ابھی نہ لوٹ کے جائو

مجھے کچھ وقت تو دے دو

کہ سوچوں کے دریچے سے

کسی کو یاد کرنا ہے

گزرنے والا یہ دن بھی

کسی کے نام کرنا ہے

شدید بخار کے باوجود خود اپنے آپ سے بے نیاز وہ اپنے گھر کے سر سبز لان میں بیٹھا بے حد بکھرا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔کیفیہ صبح سے کئی بار اسے وہیں بیٹھا دیکھ چکی تھی۔دو تین دن کی ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو اس کے اندر کے

حال کا بخوبی پتا دے رہی تھی۔وہ یونہی بے مقصد ٹیرس کے آہنی جنگلے پر کہنیاں ٹکائے اسے اپنے آپ سے بے نیاز دھوپ سینکتے ہوئے دیکھتی رہی کہ اچانک اسے حیران ہونا پڑا۔

ابھی چند روز قبل نمرہ کی شادی کی تقریب میں جو بچی اسے بہت پیاری لگی تھی، وہی بچی ہاتھ میں کوئی برتن اٹھائے اب اس کے قریب کھڑی کہہ رہی تھی۔

”پاپا! یہ دادو نے سوپ بنایا ہے آپ کے لیے، پی لیں۔“ وہ ہو بہو اپنی ماں کی کاپی تھی۔عظیم نے ایک نظر اس کے ننھے منھے ہاتھوں میں پکڑے سوپ کے پیالے پر ڈالنے کے بعد اس کے ہاتھ سے پیالہ پکڑ کر اپنے سامنے دھرے ٹیبل پر رکھا اور اسے پیار سے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھالیا۔

”حرعین! کیا مما اللہ میاں کے پاس جانے سے پہلے آپ کو یہ کہہ گئی تھیں کہ آپ نے ان کے بعد اس طرح سے پاپا کا خیال رکھنا ہے۔“ پلکوں کے

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

گوشوں میں ہلکی ہلکی سی نمی ابھی بھی خشک نہیں ہوئی تھی۔حرعین کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں اس کی طرف دیکھتی یونہی نفی میں سر ہلاگئی۔

”پاپا! کیا آپ مما سے ناراض ہیں؟“

”ہاں!“ اس کے ریشمی بالوں پر تھوڑی ٹکائے ہوئے اس نے پلکیں بند کی تھیں۔

”کیوں پاپا؟ مما تو آپ سے اتنا پیار کرتی تھیں پھر آپ ان سے ناراض کیوں ہیں؟“

”مما نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ بیٹے! کوئی یوں کسی کو بیچ راہ میں چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے دور جاتا ہے۔“ اس کی پلکیں ابھی بھی بند تھیں۔کیفیہ حیران کن نگاہوں سے کچھ بھی سنائی نہ دینے کے باوجود اسے دیکھتی رہی۔وہ شخص اپنی سرخ و سپید رنگت کے ساتھ وجاہت میں بے مثال تھا۔پھر اسی روز رات میں بہت دیر تک وہ سارہ سے اسے ڈسکس کرتی رہی اور وہ سالار آفندی سے متعلق جانے کیا کیا اس کے گوش گزارتی رہی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

☆...☆...☆

فضا میں سردی کی شدت ایک مرتبہ پھر بڑھ گئی تھی۔

وہ سالار آفندی کے گھر سے واپس آئی تو اندھیرا اچھا خاصا بڑھ چکا تھا۔ضیائ‘ ریاض اور شاہد تینوں ہی گھر آچکے تھے اور اب اس کی واپسی کا انتظار ہورہا تھا۔جونہی اس نے گھر میں قدم رکھا شاہد لپک کر اس کی طرف بڑھا اور غرا کر اس کا دودھیا بازو اپنی مضبوط گرفت میں جکڑلیا۔

”کہاں سے آرہی ہو اس وقت؟“ انداز ایسا تھا کہ وہ سالار کے تھپڑ کی تکلیف بھول کر ہکا بکا سی اسے دیکھنے لگی۔

”مم... میں... ماموں کے گھر سے۔“

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”کیوں! یہ وقت ہے آوارہ پھرنے کا اور روزانہ بھاگ بھاگ کر ماموں کے گھر کیوں جاتی ہو‘ اپنے گھر میں چین نہیں ہے تمہیں؟“ وہ قہر کی علامت بنا کھڑا تھا۔سارہ کا اس غیر متوقع صورتِ حال پر حلق تک خشک ہوگیا۔تبھی صحن کے وسط میں بڑی چار پائی پر بیٹھے ضیاء بھائی نے اسے آواز دی۔

”شاہد! بازو چھوڑ دے سارہ کا۔“ ان کے حکم پر فوراً اسے گھورتے ہوئے وہ بازو چھوڑ کر ان کے پاس ہی دوبارہ آبیٹھا۔

”اسے سمجھادیں ضیاء بھائی! مجھے اس کا یوں لور لور آوارہ پھرنا اور بھاگ بھاگ کر سالار کے گھر جانا بالکل پسند نہیں ہے۔دوبارہ عصر کے بعد گھر سے باہر دیکھا تو خون پی جاؤں گا اس کا۔“

سارہ کو اس کا اشتعال اور جذبات دونوں ہی سمجھ میں آرہے تھے لہٰذا وہ بنا سر اٹھائے کمرے میں فائزہ بیگم کی جانب بڑھ گئی۔ضیاء بھائی اب شاہد کا غصہ ٹھنڈا کررہے تھے اور اس مقصد کے لیے وہ شاہد کے ساتھ ساتھ ریاض کو بھی اٹھا کر بیٹھک میں لے آئے تھے۔

”ابا کی طرح آپ نے بھی اسے بہت سر چڑھا رکھا ہے ضیاء بھائی! مجھے اس کی یہ آزادی پسند نہیں ہے۔“ اپنی چادر جھاڑتے ہوئے اس نے پھر غیرت دکھائی تھی جب کہ ریاض کے چہرے پر مکمل سکون تھا۔اس کی طبیعت ضیاء اور شاہد دونوں سے ہی میل نہیں کھاتی تھی۔تبھی ضیاء بھائی نے سرسری سی ایک نگاہ اس کے سپاٹ چہرے پر ڈالتے ہوئے قدرے بیٹھے لہجے میں کہا۔

”ٹھنڈا ہوجا شاہد! ٹھنڈا ہوجا... یہ عورت ذات کے معاملات ہی ایسے ہوتے ہیں‘ ایویں تو پرانے وقتوں میں بڑے بڑے سیانے اس ذات کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن نہیں کردیتے تھے‘ ایک مرد کے لیے بیٹی کی پیدائش سے بڑھ کر اور کوئی شکست نہیں‘ کوئی گالی نہیں۔خیر جانے دو غصے کو یہ بتاؤ سارہ کی شادی کا کیا کرنا ہے؟ اماں دو تین بار کہہ چکی ہے مجھے کہ میں جلد سے جلد اس کے ہاتھ پیلے کرنے کا بندوبست کروں اور یہ بھی کہ سالار کے گھر والے ایک دو روز میں تاریخ لینے آرہے ہیں۔“

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”تو آنے دیں بھائی! ہاتھ پیلے تو کرنے ہی ہیں اس کے' اللہ کے فضل و کرم سے ہمیں کس چیز کی کمی ہے۔“ جواب شاہد کی بجائے ریاض کی طرف سے آیا تھا۔

”کمی تو کوئی نہیں مگر میں جو بات تم لوگوں کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں وہ کچھ اور ہے۔“ ان کا انداز مبہم تھا' شاہد اور ریاض دونوں الجھے انداز میں انہیں دیکھنے لگے۔

”کیا مطلب؟“

”دیکھو ناں یار! ابا کی وسیع زمین اور جائیداد ہے' جس میں ان کی وصیت کے مطابق ہم تینوں کے علاوہ اماں اور سارہ بھی حصے دار ہیں' جب تک یہ زمین اکٹھی ہے گائوں میں ہماری ٹکر کا دوسرا کوئی نہیں' جس دن اس زمین کی ونڈ ہوگی اسی دن ہماری چوہدراہٹ بھی سمجھو ختم ہوجائے گی۔اماں کو تو اسی بُوہے پر مرنا ہے اس کی جائیداد کہیں نہیں جاتی البتہ سارہ کی شادی سالار سے ہوتے ہی زمین کا ایک بڑا حصہ ہمارے ہاتھ سے

WWW.PAKSOCIETY.COM

نکل جائے گا اور پھر یہ بات تو تم لوگ بھی جانتے ہو کہ سالار اور اس کے بھائی کی نظریں اصل میں ہماری زمین پر ہیں۔آج تھانے دار ہے' کل بڑی پوسٹ پر چلا جائے گا تو بہت تنگ کرے گا' گلے میں پھنسی ہڈی کی طرح نہ اسے اگل سکیں گے' نہ نگل سکیں گے۔“

”بات تو ٹھیک ہے آپ کی یعنی آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ ہمیں سارہ کی شادی سالار سے نہیں کرنی چاہیے۔“ شاہد بہت جلدی بات کی تہہ تک پہنچ گیا تھا جس پر ضیاء بھائی نے توصیفی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

”میرا مطلب تو یہی ہے آگے تم لوگوں کی مرضی ہے اگر تم دونوں اپنے حصے کی جائیداد میں سے اسے کچھ دینا چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔“

وہ یہ بات اس سے پہلے فائزہ بیگم کے کانوں میں بھی ڈال چکا تھا وہی بات دونوں بھائیوں کے گوش گزار بھی کردی۔جس پر ریاض تو خاموش رہا لیکن شاہد بول اٹھا۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”نہیں ضیاء بھائی! میرا خیال ہے ابا کی جتنی بھی زمین جائیداد ہے اس پر بس ہم تینوں بھائیوں کا حق ہے اگر اپنی زندگی میں ابا نے کوئی احمقانہ وصیت کی بھی تھی تو ان کے ساتھ وہ بھی مٹی میں مٹی ہوگئی اور جہاں تک سالار کی بات ہے تو سارہ کے حوالے سے میں بھی اس حق میں نہیں' ہاں ریاض اگر چاہے تو اپنے حصے کی زمین سے آدھا حصہ اسے دے سکتا ہے۔“

”ہوں! اب بول ریاض! تیرا کیا جواب ہے؟“ شاہد کے جواب سے خوش ہوکر ضیاء بھائی کی توجہ اب خاموش بیٹھے ریاض کی طرف مبذول ہوئی تھی۔

”میرا کیا جواب ہونا ہے بھائی! فیصلہ تو آپ لوگ کر ہی چکے ہو آگے سارہ سمجھ دار پڑھی لکھی لڑکی ہے' وہ کسی کے ساتھ بھی بیاہی جائے اپنا حق کبھی نہیں چھوڑے گی' یہ میں لکھ کر دینے کو تیار ہوں۔“

”تو پھر اس مسئلے کا کیا حل ہے؟“

”مسئلے کا حل میرے پاس ہے۔“ ضیاء بھائی کے پُرسوچ سوال پر شاہد نے کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد اچانک کہا تو وہ دونوں اسے دیکھنے لگے۔

”کیا...؟“

”حل بڑا آسان ہے' جس سے سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔“

اس کے لبوں پر بڑی معنی خیز مسکراہٹ اور آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔باہر بیٹھک کے دروازے پر کھڑی بھابی زہرا جو چھوٹے بچے کو واش روم لے جارہی تھیں اور اپنی فطری تجسس بھری طبیعت کے ہاتھوں دروازے سے لگ کر کھڑی ہوگئی تھیں' اندر تینوں بھائیوں کے درمیان طے پانے والی بات سن کر تھرا اٹھی۔سارہ اپنے کمرے میں بند ہوچکی تھی لہٰذا انہیں فائزہ بیگم کو صورتِ حال سے باخبر کرنے کا اچھا موقع میسر آگیا تھا۔

☆...☆...☆

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

سارہ نایاب سے ہوئے جھگڑے کے باعث فائزہ بیگم کے پیام پر وہ بڑی مشکل سے وقت نکال کر اس طرف آیا تھا۔جس پر وہ نئے سرے سے جل بھن اٹھی تھیں مگر اس نے پروا نہیں کی۔تیز بخار میں جلتی فائزہ بیگم شدت سے اس کی آمد کی منتظر تھیں۔

"السّلام علیکم پھوپو!"

"وعلیکم السّلام! آئو بیٹے' میں کب سے تمہارا انتظار کررہی تھی۔"

"خیریت؟ میں اصل میں بہت مصروف تھا' اس لیے چکر نہیں لگا سکا' آپ کی طبیعت کیسی ہے اب؟" وہ ان کے قریب چارپائی پر ہی جگہ بنا کر بیٹھ گیا تھا۔فائزہ بیگم کی آنکھیں اسے قریب پاکر پھر آنسوئوں سے بھر آئیں۔

"میری طبیعت کا کیا ہونا ہے بیٹے! بس سارہ کی طرف سے بہت پریشان ہوں' اسی لیے زہرا کو بھیجا تھا تمہاری طرف۔"

"سارہ کی طرف سے پریشان ہونا چھوڑدیں آپ' کل پرسوں امی تاریخ لینے آرہی ہیں۔"

"نہیں! جو تم اور میں سوچ رہے ہیں وہ کبھی نہیں ہوگا یہ لوگ... یہ سارہ کے بھائی اس کی شادی کبھی نہیں ہونے دیں گے تم سے۔"

"کیوں... میرا مطلب ہے آپ ایسا کیوں کہہ رہی ہیں؟" وہ تھوڑا سا پریشان ہوا تھا جب وہ بولیں۔

"کیوں کہ میں ان دولت کے پجاریوں کے ارادے جان چکی ہوں بیٹے! ان کی نیت میں فتور آگیا ہے۔یہ... یہ میری معصوم بیٹی کو جان سے مارنے کا پروگرام بنارہے ہیں تاکہ اس کے حصے کی جائیداد پر قابض رہ سکیں مگر یہ نمانی اس بات کو نہیں جانتی' یہ تو جان دیتی ہے بھائیوں پر۔سالار تُو میرا بیٹا ہے' تجھ سے بڑھ کر مجھے سارہ کے لیے کوئی بھی عزیز نہیں' میں تیرے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں بیٹے! اسے یہاں سے دور لے جا' آج ہی کہیں لے جاکر چھپا دے اسے' وگرنہ یہ اسے بے موت مار کر الزام کسی اور پر ڈال دیں گے۔میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں اپنے بیٹوں کو' یہ روپے' زمین جائیداد کے لیے اپنی بہن تو کیا ماں کی جان بھی لے سکتے ہیں۔میں انہیں تیرا

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

دشمن نہیں بنانا چاہتی‘ نہ تمہیں ان کی نظروں میں لانا چاہتی ہو، اسی لیے... اسی لیے... بیٹے... سارہ کو چھپا کر یہاں سے دور لے جا‘ تجھے خدا کا واسطہ سالار! ایک ماں کے بندھے ہاتھوں کی لاج رکھ لے...“ ان کے لفظ کیا تھے‘ چنگاریاں تھیں جو لمحوں میں اسے جھلسا کر رکھ گئی تھیں۔اس لمحے بے ساختہ سارہ کے الفاظ ایک مرتبہ پھر اس کی سماعتوں میں گونجے تھے۔

”اور چوڑیاں پہن کر گھر بیٹھ جائو‘ یہی بہتر ہے تمہارے لیے‘ کل کو میرے ساتھ بھی یہی سب ہوگیا تو یونہی ہنستے رہنا۔“

”نہیں! سارہ کو میرے ہوتے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔آپ ٹینشن مت لیں پھوپو! میں خود بات کروں گا ضیاء بھائی سے۔“

”ہر گز نہیں‘ اس کے کانوں میں یہ بات پڑگئی تو غضب ہوجائے گا سالار! تم نہیں سمجھتے ان نجی معاملات کو‘ میں ماں ہوں ان کی‘ جو میں جانتی ہوں وہ تم نہیں جانتے۔یہاں ان دیہاتوں میں کتنے ہی جاگیرداروں کی بیٹیاں یونہی بے قصور موت کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں۔ان زمینوں‘ جائیدادوں نے بڑے

ظلم کیے ہیں حوا کی بیٹی پر‘ خدا کا واسطہ ہے سالار! میری بات مان لو۔“ اب کے سالار آفندی کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے وہ

باقاعدہ رو پڑی تھیں جس پر وہ مضطرب ہوا تھا۔

”نہیں پھوپو! یہ کیا کررہی ہیں آپ؟ آپ کی ہر بات میرے لیے حکم کا درجہ رکھتی ہے۔میری کیا مجال کہ آپ کے کسی حکم سے انحراف کرجائوں لیکن... یہ... اقدام صحیح نہیں لگ رہا ہے مجھے۔سارہ کیا سوچے گی؟ اور پھر جو چیز میری ہے اسے پانے کے لیے چوری کرنے کی کیا ضرورت ہے مجھے؟“

”ضرورت ہے سالار! وقت تمہارے حق میں نہیں ہے‘ یہ چیز جو تمہاری میرے پاس امانت ہے‘ میں اپنی خوشی سے تمہیں سونپ رہی ہوں‘ اب مزید بحث میں نہ پڑنا بیٹے! اس سے پہلے کہ کوئی انہونی ہوجائے‘ خدا کا واسطہ ہے تجھے میری بات مان لے۔“ ان کے ہاتھ بار بار سالار کے سامنے بندھ رہے تھے‘ تبھی وہ بے بس ہوگیا تھا۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"اوکے پھوپو! جیسی آپ کی مرضی، ابھی میں نکلتا ہوں تھوڑی دیر بعد اسے کسی بہانے سے میرے گھر کی طرف بھیج دیجیے گا، آگے اللہ نے چاہا تو میں خود سنبھال لوں گا۔" فائزہ بیگم اس کی رضامندی پر جیسے پھر سے جی اٹھی تھیں اور اس وقت ان کے کپکپاتے لب سالار آفندی کو دعائیں دیتے نہیں تھک رہے تھے۔

☆...☆...☆

اس روز بھابی کی ہدایت پر بڑے دنوں کے بعد وہ اپنے گھر کے سامنے والے بنگلے کی طرف آئی تھی۔ بنگلہ باہر سے جتنا شان دار دکھائی دیتا تھا اندر سے اس کا حال اتنا ہی ابتر تھا۔ عجیب سی ویرانی اور اجاڑ پن ہر سو بکھرا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ ایک تفصیلی نگاہ ارد گرد ڈالتی، کھلا ہوا گیٹ آہستہ سے

اندر دھکیل کر بنا دستک دیئے لان میں چلی آئی۔ جو اس وقت خشک اور ویران پڑا اپنی بدحالی پر آنسو بہا رہا تھا۔

لان عبور کرکے اندر بڑے سے ہال میں داخل ہوئی تو وہاں کا ماحول بھی ایسا ہی بکھرا ہوا پایا۔ عظیم لغاری کی وہ بیٹی جو اسے بے حد پسند تھی۔ کچن میں کسی چیز پر کھڑی کھٹ پٹ کررہی تھی اور اس کا چھوٹا سا دو سالہ بھائی ہال میں ایک طرف زمین پر پڑا روتے ہوئے چلا رہا تھا۔ اسے یہ منظر دیکھ کر دکھ کے ساتھ ساتھ قدرے حیرانی بھی ہوئی تھی تبھی وہ دبے پائوں چلتی کچن کے دروازے پر آکھڑی ہوئی۔

"گڑیا!" اس کی میٹھی پکار پر بچی نے فوراً پلٹ کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"آنٹی! آپ یہاں کیسے؟" دودھ بوائل کرکے فیڈر میں ڈالتے ہوئے وہ بُری طرح چونکی تھی۔ کیفیہ اس کی حیرانی پر نرمی سے مسکرادی۔

"کہو کیسا لگا آنٹی کا سرپرائز؟ ویسے میں یہیں آپ کے سامنے والے گھر میں رہتی ہوں۔"

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”سچ! یہ تو بہت اچھی بات ہے۔“ وہ بڑے اسٹول سے اتر آئی تھی تبھی کیفیہ نے اس سے پوچھا۔

”کیا دادی اماں نہیں ہیں گھر پر...؟“

”نہیں! ان کی طبیعت بہت خراب تھی پاپا اسپتال لے کر گئے ہیں انہیں، اسی لیے یہ سعد رو رہا ہے، یہ پاپا کے بغیر نہیں رہتا۔“ کتنی معصومیت تھی اس پیاری سی بچی کے لہجے میں وہ اسے دیکھتی رہ گئی۔

”آپ پاپا کی غیر موجودگی میں بھائی کو سنبھال لیتی ہو حرعین!“

”جی! جب ماما کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا تو دادو نے تھوڑا تھوڑا کام کرنا سکھایا تھا مجھے۔“

”ماما کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا، کیسے... اور کب ہوا تھا ایکسیڈنٹ؟“

”جب سعد پیدا ہوا تھا تب پاپا مما کو شاپنگ کروانے لے گئے تھے تو ایکسیڈنٹ ہوگیا تھا۔“ اسے پوری بات نہیں پتا تھی، وہ افسوس سے سر ہلاتی چھوٹے بچے کو سنبھالنے میں اس کی مدد کرنے لگی۔

”حرعین بیٹا! اسکول جاتی ہو آپ کہ نہیں۔“

”جاتی ہوں، یہ پاس میں ہی اسکول ہے میرا، پتا ہے آنٹی! میری مما بہت اچھی تھیں وہ مجھ سے اور سعد سے بہت پیار کرتی تھیں۔اب میری مما نہیں ہیں تو میری کوئی دوست بھی میرے گھر نہیں آتی، کیونکہ اب میں انہیں مما کے ہاتھ کی بنی مزے مزے کی چیزیں جو نہیں کھلاتی۔“ سعد فیڈر پیتے ہوئے رونا بھول چکا تھا تبھی وہ اسے بتارہی تھی۔”آنٹی! کیا جن کی مما نہیں ہوتی، ان سے کوئی پیار نہیں کرتا؟“ اگلے ہی پل وہ بھرپور معصومیت کے ساتھ اس سے پوچھ رہی تھی۔

”نہیں جانو! ایسا نہیں ہوتا۔“

"اچھا! لیکن اللہ میاں مما کا کیا کرتے ہیں' کیا میری مما اللہ میاں کے پاس ہمارے لیے کچھ لینے گئی ہیں؟"

"نہیں بیٹے!"

"تو پھر پاپا کیوں کہتے ہیں کہ میری مما اللہ میاں کے پاس ہمارے لیے ڈھیر سارے کھلونے لینے گئی ہیں؟" اگلے ہی پل بچی کے عجیب و غریب سوال نے اسے پھر لاجواب کرڈالا۔"آنٹی! میری مما کو دیکھیں گی آپ...؟"

کتنی ترسی ہوئی تھی وہ کسی کی کمپنی کی'کیفیہ کی آنکھیں بے ساختہ بچی کے دکھ پر آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔

"ہاں!"

اس کے "ہاں" میں سر ہلانے پر وہ بچی فوراً بھاگتے ہوئے گئی اور اپنے ماں باپ کے بیڈ روم سے ایک بڑی سی تصویر اٹھا لائی۔جس میں ماں کے ساتھ ساتھ اس کا دلہا بنا باپ بھی اپنی انوکھی چھب دکھا رہا تھا۔وہ کتنی ہی دیر اس

دلہن بنی پری پیکر چہرے والی نازک سی دوشیزہ اور اس کے پہلو میں بیٹھے اس مسرور سے شان دار مرد کو دیکھتی رہی جو اس بچی کا باپ تھا۔

"میری مما پیاری ہیں ناں آنٹی؟"

"ہاں! بہت پیاری ہیں' بہت زیادہ..."

بچی کے اشتیاق سے پوچھنے پر اس نے مثبت جواب دیا تو اس کا چھوٹا سا معصوم چہرہ پھر چمک اٹھا۔

"آنٹی! آپ سامنے رہتی ہیں تو روز چکر لگالیا کریں ناں!" دوسرے ہی پل فریم سائیڈ پر خیال سے رکھ کر وہ اس سے نئی فرمائش کررہی تھی۔کیفیہ نے اپنی بھیگی پلکیں پونچھ لیں۔

"ٹھیک ہے' جب آپ اسکول سے واپس آجائیں اور پاپا گھر پر موجود نہ ہوں تو آپ فوراً مجھے بلا لیا کریں' اوکے۔"

"تھینک یو آنٹی!" اس کی اتنی سی عنایت پر بچی بہت خوش ہوگئی تھی۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اگلے روز پھر اسی ٹائم وہ بچی کی کال پر اس طرف چلی آئی اور لگ بھگ تین گھنٹے میں گھر کا نقشہ بدل کر رکھ دیا۔حرعین کی خوشی اس کی ہیلپ پر دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی مگر جیسے ہی وہ صفائی سے فارغ ہوئی' عظیم چلا آیا۔کیفیہ کا چہرہ بھی کپڑوں کے ساتھ ساتھ گندا ہوگیا تھا تبھی اس کی آمد کا جان کر وہ شرمندہ سی کمرے میں ہی رک گئی۔

''حرعین! تم تو کہہ رہی تھیں پاپا شام کو آئیں گے' اب... مائی گاڈ... میں کیسے سامنے جائوں گی ان کے؟'' بچی کو کندھوں سے پکڑ کر روکتے ہوئے اس نے گلہ کیا تھا وہ مسکرادی۔

''مجھے تو پاپا نے شام کا ہی کہا تھا' اچھا آپ یہیں چھپ جائیں میں پاپا سے بات کرکے آتی ہوں۔'' اسے تسلی دے کر وہ فوراً باہر بھاگ گئی تو کیفیہ لاچاری سے وہیں بیڈ پر ٹک گئی' اٹیچ باتھ بھی نہیں تھا کہ وہ جاکر منہ ہی دھولیتی۔عظیم اب حرعین کو ڈانٹ رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

''کون آیا تھا گھر میں... اور یہ سب کام... یہ کس نے کیے ہیں؟'' اس کا موڈ بے حد بگڑا ہوا تھا حرعین پہلی بار اسے اس درجہ غصے میں دیکھ رہی تھی۔

''وہ... وہ سامنے والی آنٹی ہیں نا کیفیہ... انہوں نے کیے ہیں۔''

''کیوں! منع کیا ہے ناں میں نے کہیں آنے جانے' کسی کو یہاں بلانے سے پھر کیوں آئیں وہ یہاں؟'' وہ پھر دہاڑا تھا۔کیفیہ کا چہرہ احساسِ توہین سے سرخ ہوگیا۔

''مم... میں نے کہا تھا پاپا' سعد بہت رو رہا تھا اس کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی۔'' عظیم لغاری کو غصے میں دیکھ کر بچی کا چہرہ بھی رونے والا ہوگیا تھا۔ شاید اسی لیے وہ ضبط کر گیا۔

''کچھ نہیں ہوتا سعد کو' اس گھر کی ہر چیز جہاں جیسے پڑی ہے' پڑی رہے آئندہ کبھی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگانا' اوکے۔''

عجیب عشق کے حصار میں تھا وہ کہ محبوب بیوی کے ہاتھ لگی چیزوں کا ہلنا بھی گوارا نہیں تھا اسے۔کیفیہ جو پہلے احساسِ توہین سے سرخ ہورہی تھی اب

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

جیسے اگلے ہی پل اسے اس خوبرو سے شان دار مرد پر ترس آنے لگا تھا۔کتنا توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا محبت نے اسے۔

☆...☆...☆

شام کا ملگجا اندھیرا دھیرے دھیرے بڑھ رہا تھا۔

فائزہ بیگم اور زہرا بھابی کے بے حد مجبور کرنے پر وہ سالار کے گھر کی طرف نکلی تھی مگر اس ارادے کے ساتھ کہ جو چیز زہرا بھابی نے چھپا کر شاپر میں بند کرکے اسے سالار کو دینے کے لیے زبردستی تھمائی تھی وہ اس کے حوالے کرتے ہی فوراً انہی قدموں سے واپس لوٹ آئے گی لیکن اس کی نوبت ہی نہیں آئی، وہ ابھی راستے میں تھی جب وہ گاڑی لے کر سامنے آگیا۔

”بیٹھو... جلدی...“ بنا کسی سلام دعا کے بوتل کے جن کی مانند نمودار ہوتے ہی اس نے سنجیدگی سے حکم صادر کیا تو وہ اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹی۔

”جی نہیں! مجھے مرنا نہیں ہے اپنے بھائیوں کے ہاتھوں، یہ شاپر پکڑو اور اپنا راستہ ناپو۔“

سالار کو اس سے ایسے ہی جواب کی توقع تھی لہٰذا وہ خود اچھل کر سیٹ سے اترا اور اگلے ہی پل احتیاط سے اردگرد دیکھتے ہوئے سارہ کے منہ پر اپنا مضبوط ہاتھ جمادیا۔شام گہری ہورہی تھی لہٰذا اس وقت اس راستے کی طرف کم لوگ ہی آتے جاتے تھے۔اگلے دو منٹ میں وہ گاڑی میں اس کے برابر بیٹھی مچل رہی تھی۔سالار کے مضبوط ہاتھ کی گرفت نے اس کے جبڑوں کو بہت اچھی طرح سے بھینچ رکھا تھا۔یہی وجہ تھی کہ ہزار کوشش کے باوجود وہ اپنے دفاع میں کچھ بھی نہیں کرپارہی تھی۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

گاڑی جب گائوں کی حدود سے باہر نکلی تب سالار نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے ہٹادیا۔سامنے روڈ پر رش نہیں تھا مگر اس کے باوجود اسے احتیاط سے ریش ڈرائیونگ کرنی تھی۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے' کہاں لے جارہے ہو تم مجھے؟" سارہ کا سانس جیسے ہی بحال ہوا وہ حلق کے بل چلا اٹھی مگر سالار نے جیسے سنا ہی نہیں۔

"سالار میں چلتی گاڑی سے کود جائوں گی' اپنے تھانے دار ہونے کا رعب مجھ پر مت چلائو۔" اس کا حال قطعی غیر متوقع صورتِ حال پر بُرا ہوا تھا لہٰذا سالار کو مجبوراً ایک ہاتھ سے پھر اسے قابو کرنا پڑا۔اگلے پون گھنٹے میں اس نے ایک درمیانے درجے کے مکان کے سامنے گاڑی روکی تھی۔

"چلو..."

گاڑی پارک کرکے اس نے بائیں ہاتھ سے اس کا بازو دبوچا اور زبردستی گھسیٹتے ہوئے دروازے کے قریب لے آیا' یہ شہر میں اسی کی جائے رہائش تھی اور جس پر لگا چھوٹا سا قفل سارہ کے خوف میں مزید اضافہ کررہاتھا۔اس

کی رنگت اپنے ساتھ پیش آنے والے اس عجیب و غریب واقعے پر سفید پڑچکی تھی۔مکان کا چھوٹا سا صحن عبور کرکے سالار جس وقت اسے کمرے میں لایا' وہ چلا اٹھی۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم اس درجہ گھٹیا اور اندر سے اتنے کمینے انسان ہوگے۔تم کیا سمجھتے ہو یوں طاقت اور دہشت سے تم اپنا مقصد حاصل کرلو گے؟ہر گز نہیں' میرے بھائیوں کو پتا چل گیا تو وہ تمہاری بوٹیاں کرکے چیل کوئوں کو کھلا دیں گے۔"

"فضول بکواس کرنا چھوڑو' میں ابھی اپنے دوستوں کو کال کرکے بلاتا ہوں اور مولوی صاحب کا بندوبست بھی کرتا ہوں' ابھی تھوڑی دیر کے بعد ہمارا نکاح ہوگا' اس کے بعد تمہیں جوبکواس کرنی ہے شوق سے کرتی رہنا'

فی الحال یہاں بیٹھو چپ کر کے' سمجھی۔" اس وقت وہ کتنے مختلف روپ میں دکھائی دے رہا تھا۔سارہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے بے یقین سی اسے دیکھے گئی۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”ہر گز نہیں... کبھی سوچنا بھی مت کہ میں یوں چھپ کر اپنے بھائیوں کی مرضی کے خلاف تم سے نکاح کروں گی۔“

”ٹھیک ہے مت کرو' رہنا تو اب تمہیں یہیں ہے وہ بھی میرے ساتھ' جائز تعلق کے ساتھ رہو یا ناجائز تعلق کے ساتھ' فیصلہ تم پر چھوڑتا ہوں میں۔“

وہ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ تھا سارہ کے اندر اس ایک لمحے میں بہت کچھ ٹوٹا تھا۔وہ جسے عام مردوں سے قطعی مختلف سمجھتی تھی وہ کتنا گھٹیا مرد ہو کر اس کے سامنے ظاہر ہوا تھا۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔زندگی میں شاید پہلی بار اسے اپنی بے بسی پر اس درجہ رونا آرہا تھا کہ نہ وہ اپنا وقار بچا پا رہی تھی اور نہ اپنے بھائیوں کی شان' اس لمحے اس کا بس نہ چلتا تھا کہ وہ کچھ بھی کھا کر ہمیشہ کے لیے سو رہتی۔شاید اسی لیے اس کے بھائی اس کے گھر جانے سے روکتے تھے اسے' مگر اب رونے سے کیا حاصل تھا جو نقصان نہیں ہونا چاہیے تھا وہ تو ہو چکا تھا۔اب تو بس اسے گزرے ہوئے سانپ کی لکیر پیٹنا تھی۔

☆...☆...☆

آج بہت دنوں کے بعد گڑیا کی ضد و اصرار پر وہ پھر عظیم لغاری کے ”گرین پیلس“ کی طرف آئی تھی۔نائٹ بلب کی مدہم روشنی میں نہایا لائونج ہر طرف عجیب سا فسوں بکھیر رہا تھا۔وہ نپے تلے قدم اٹھاتی ابھی حرعین کے کمرے کی طرف بڑھنا ہی چاہتی تھی کہ اچانک کچن سے برآمد ہونے والی خاتون کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

السّلام علیکم!“

”وعلیکم السّلام! آئو بیٹے! کیفیہ ہی ہو نا' آپ؟“

”جی اور آپ غالباً حرعین کی دادی ماں ہیں۔“

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”ہاں! ٹھیک پہچانا تم نے، حرعین بہت باتیں کرتی ہے تمہاری، میں نے کہا بھی کہ تمہیں بلا کر لائے مگر یہ آج کل کے بچے، کہاں سنتے ہیں بڑوں کی۔“ اپنے گرم دوپٹے کے کونے سے بھیگے ہاتھ خشک کرتیں وہ اسے لے کر وہیں لاؤنج میں بیٹھ گئیں۔

”نہیں! وہ اصل میں میری اپنی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے چکر نہیں لگا سکی، وگرنہ حرعین تو روزانہ بہت اصرار کرتی ہے۔“

”اچھا! اب کیسی طبیعت ہے تمہاری؟“

”اب تو ٹھیک ہوں، حرعین اور سعد دکھائی نہیں دے رہے؟“

”ہاں! وہ ابھی عظیم کے ساتھ باہر گئے ہیں، پورے پندرہ روز کے بعد گھر آیا ہے تو بچوں کو باہر گھمانے لے گیا۔تم بیٹھو آرام سے، میں چائے لاتی ہوں تمہارے لیے۔“

”نہیں آنٹی! بہت شکریہ، چائے تو میں پیتی ہی نہیں ہوں، آپ کی طبیعت ناساز تھی، اب کیسی ہیں آپ؟“ انہیں بمشکل اٹھنے سے روک کر اس نے یونہی پوچھ لیا تھا۔جب وہ بولیں۔

”اللہ کا شکر ہے بیٹی! ہاتھ پیر سلامت ہیں ٹھیک سے کام کررہے ہیں وگرنہ منزہ کی وفات کے بعد تو سمجھو بستر کی ہی ہوکر رہ گئی ہوں میں۔“

”منزہ... منزہ کون...؟“

”بہو تھی میری، عظیم کی بیوی۔چھوٹی سی تھی جب میں نے اپنی تنہائی کے خیال سے اسے گود لے لیا تھا، ارادہ یہی تھا کہ اپنے عظیم کی دلہن بنا کر ہمیشہ اپنے پاس ہی رکھوں گی، عظیم کا بھی بہت دل تھا اس میں، یوں سمجھو دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر جیتے تھے، ابھی پچھلے سال موئے روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات ہوگئی اس کی۔“ منزہ کا ذکر کرتے ہوئے وہ اچھی خاصی رنجیدہ ہوگئی تھیں جب وہ بولی۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"مجھے بے حد دکھ ہے آنٹی! کچھ حادثے ایسے ہوتے ہیں جو انسانی دل و دماغ پر اتنے گہرے اثرات چھوڑ جاتے ہیں کہ وقت کا مرہم بھی انہیں مٹا نہیں پاتا لیکن انسان اپنی تقدیر کے سامنے بے بس ہے' ہم چاہیں بھی تو قسمت کے لکھے کے سامنے کچھ نہیں کرسکتے۔"

"صحیح کہتی ہو بیٹے! عظیم کو دیکھتی ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے' بچوں کی زندگی الگ متاثر ہوکر رہ گئی ہے' کئی بار ماسی کے لیے کہہ چکی ہوں مگر سنتا ہی نہیں۔گھر کی کسی چیز کو ہاتھ لگانے نہیں دیتا۔اپنے کمرے میں تو بچوں کا داخلہ بھی بند کر رکھا ہے اس نے۔میں بوڑھی جان کہاں تک اس کا اور اس کے بچوں کا خیال رکھوں' سارے گھر کا حال دیکھو۔دھول مٹی سے اٹا پڑا ہے۔" زینب بی اپنے بیٹے کی بکھری زندگی اور گھر کے حالات سے خاصی دل برداشتہ دکھائی دے رہی تھیں وہ افسوس سے سر ہلا کر رہ گئی۔

"جہاں تک میرا خیال ہے انہیں اپنے گھر میں کسی کا آنا جانا بھی گوارا نہیں ہے۔"

"نہیں بیٹے! ایسی بات نہیں ہے' بس ذہنی طور پر پریشان ہے تو اول فول کہتا رہتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اندر سے بھی ایسا ہے۔میرے بیٹے کے حسنِ اخلاق اور اچھے کردار کی مثالیں دی جاتی ہیں ہمارے خاندان میں۔"

بیٹے کا ذکر کرتے ہوئے زینب بی کے چہرے پر عجیب سی چمک آگئی تھی۔ کیفیہ ابھی اٹھنے کا ارادہ کررہی تھی کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ تیز تیز چلتا ہال میں آگیا۔

"مم... میں چلتی ہوں آنٹی! پھر آئوں گی کسی وقت۔" اسے دیکھتے ہی کسی اسپرنگ کی طرح وہ کھڑی ہوگئی تھی جب کہ وہ ماتھے پر ڈھیر ساری شکنیں لیے اسے ایک نظر دیکھ کر رخ پھیر گیا تھا۔

"یہ لڑکی روز ہمارے گھر کیا لینے آتی ہے امی؟" کیفیہ کے رخصت ہوتے ہی وہ خفا خفا سے موڈ کے ساتھ زینب بی سے مخاطب ہوا تھا۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

''ارے... ہر روز سے کیا مراد ہے تمہاری؟ اتنے دنوں کے بعد چکر لگایا ہے بچی نے اور تمہیں یہ بھی گوارا نہیں، تم ایسے تو نہیں تھے عظیم!''

''امی پلیز! جب میں آئوں آپ سب کو منع کردیں کہ ہمارے گھر کوئی نہ آیا کرے۔مجھے نفرت سی ہوگئی ہے دنیا سے۔''

''بُری بات بیٹے! انسان معاشرتی حیوان ہے' دنیا سے کٹ کر زندہ نہیں رہ سکتا۔''

''تو میں بھی زندہ کب ہوں امی!'' ہلکے بھرائے لہجے میں کہتا وہ سوفے پر ڈھے گیا تھا۔زینب بی پھر دل مسوس کر رہ گئیں۔

''ایسا نہیں کہتے بیٹے! ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا بندے پر واجب ہے' اسے کیا پڑی ہے کہ وہ ہر نیک و گناہ گار کا امتحان لیتا پھرے۔وہ صرف اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے جنہیں اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازنا چاہتا ہے اور اللہ کی نعمتوں اس کے انعاموں کی کوئی حد نہیں۔''

''لیکن میں اس کی نعمتوں' اس کی آزمائشوں کے قابل نہیں ہوں۔''

''یہ فیصلہ کرنے والے تم کون ہوتے ہو بیٹے! اللہ جانتا ہے کہ ہم میں سے کون کس قابل ہے' بہرحال جو ہوچکا اس پر صبر کرنا سیکھ لو' اپنے دکھ کی بھٹی میں ان لوگوں کو مت جلائو جن کا کوئی قصور نہیں اگر تم دوسری شادی کا ذکر بھی پسند نہیں کرتے تو کم از کم اس بچی کو یہاں آنے سے مت روکو جسے تم سے یا اس گھر سے کوئی غرض کوئی لالچ نہیں ہے۔'' زینب بی کے لہجے میں رنجیدگی ہی نہیں ہلکی سی سختی بھی تھی لہٰذا وہ چاہنے کے باوجود کوئی احتجاج نہ کرسکا۔

☆...☆...☆

سارہ کا نکاح سالار آفندی کے ساتھ اس کی خواہش کے عین مطابق ہوچکا تھا اور اب اس چھوٹے سے فلیٹ میں خوب رونق لگی ہوئی تھی۔سالار کے دوست اس سے ہنسی مذاق کررہے تھے جب کہ ان کی بیویاں سارہ کو

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

گدگدانے کی کوشش میں مصروف تھیں مگر... اس کا دھیان تو بار بار بھٹک کر اپنے گائوں جارہا تھا۔پتا نہیں اس کی پیاری ماں کس حال میں تھی، گائوں سے اچانک اس کی گمشدگی کی خبر سن کر اس کے ''غیرت مند'' بھائیوں پر کیا بیتی ہوگی؟

اسے تو یہ بھی پتا نہیں تھا کہ گھر سے رخصتی کے وقت بھابی نے جو شاپر سالار کو دینے کے لیے زبردستی اسے تھمایا تھا اس میں کیا تھا؟ کیسی عجیب بے بسی تھی کہ وہ اپنی عزیز از جان دوست کیفیہ سے بات کرکے اسے بھی تمام صورتِ حال سے باخبر نہیں کرسکتی تھی۔

سالار اس کے گھر چکر لگا کر آیا تھا اور اب اپنے دوستوں کو بتارہا تھا کہ سارہ کے بھائی بھوکے کتوں کی طرح پاگل ہوکر پورے گائوں میں اسے تلاش کررہے ہیں۔پولیس لائن میں ہونے کی وجہ سے لوگ اس پر شک کے باوجود اسے موردِ الزام ٹھہرانے میں ہچکچارہے ہیں، اس کے دوست ہوٹل سے

کھانے کا ارینج کرتے ہوئے اسے مزید احتیاط کی تلقین کررہے تھے اور وہ سر ہلا رہا تھا۔رات گئے کہیں وہ رخصت ہوئے تو سارہ نے شکر کا کلمہ پڑھا۔

اتنی دیر تک سب کچھ جانتے بوجھتے خاموش رہنا اور صبر کرکے بنائو سنگھار کے ساتھ بیٹھنا اب اس کی برداشت سے باہر ہورہا تھا تبھی سالار کے دوستوں اور ان کی بیویوں کے رخصت ہوتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور پنوں سے سیٹ کیے دوپٹے کو بے دردی سے نوچتے ہوئے سر سے اتار کر موٹا سا گولا بناتے ہوئے کمرے میں داخل ہوتے سالار آفندی پر دے مارا۔

''تم نے میرے ساتھ اپنی طاقت کے بل بوتے پر مکرو فریب سے جو کچھ بھی کیا ہے اس کے لیے میں کبھی تمہیں معاف نہیں کروں گی۔''

''اچھی بات ہے، میں معافی مانگ بھی نہیں رہا تم سے، ویسے بھی ابھی کچھ کیا کہوں، ابھی تو بہت کچھ کرنا باقی ہے۔'' چمکتی ذہین آنکھوں میں شرارت لیے مزے سے کہتا وہ پلٹ کر کمرا لاک کرگیا تھا۔سارہ نے اس لمحے اس کے سامنے خود کو قطعی بے بس محسوس کیا۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"سالار! میں کہے دیتی ہوں اگر تم نے زبردستی میرے ساتھ ایسی ویسی کوئی حرکت کی، تو تمہارے حق میں قطعی اچھا نہیں ہوگا۔"

"اچھا... مثلاً کیا کرو گی تم؟ اگر میں تمہارے ساتھ ایسی ویسی کوئی حرکت کرلوں گا تو؟" وہ اس کی بے بسی سے لطف اٹھارہا تھا اور ادھر سارہ نا چاہتے ہوئے بھی اس کے سامنے کمزور پڑگئی۔

"مم... میں اپنی جان لے لوں گی اور تمہاری بھی۔"

"اس سے اچھی کیا بات ہوسکتی ہے، لو لے لو جان۔" خمار چھلکاتی نگاہیں اس کے چہرے پر گاڑتے ہوئے اس نے اپنے مضبوط ہاتھوں کا دبائو اس کے کمزور شانوں پر بڑھایا تھا تبھی وہ پھپک کر رو پڑی۔

"تم بہت بُرے ہو سالار! بے حد بُرے ہو تم، مگر کاش... میں پہلے جان سکتی۔"

"خدا کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے، یہ بھی اچھا ہی ہوا کہ تم پہلے کچھ نہیں جان سکیں، بہرحال یہاں تو تم مکمل میرے رحم و کرم پر ہو، اگر اچھے

بچوں کی طرح تعاون کرو گی تو فائدے میں رہو گی بہ صورت دیگر تم جانتی ہو کہ میں پولیس والا ہوں۔"

وہ جس "تعاون" کی بات کررہا تھا سارہ کے لیے وہ موت سے بدتر تھا۔یہی وجہ تھی کہ وہ رات اس کی مکمل آنسوئوں میں ڈوب کر گزری تھی جب کہ اس کے برعکس سالار بہت پُرسکون انداز میں مزے کی نیند سورہا تھا۔

صبح جس وقت اس کی آنکھ کھلی وہ شاور لے کر آئینہ ہاتھ میں لیے اپنے بال سیٹ کررہا تھا۔سارہ خفگی بھری ایک بھرپور نگاہ اس پر ڈالنے کے بعد رخ پھیر گئی۔جانے رات بھر روتے روتے صبح فجر کی اذان کے قریب کب اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔زندگی میں پہلی بار اس نے خود کو ازحد لاچار و بے بس محسوس کیا تھا۔

"صبح بخیر سارہ ڈیئر! شادی شدہ ایک نئی زندگی کی پہلی روشن صبح مبارک ہو۔" اس پر نگاہ ڈالتے ہی وہ پھر چکا تھا جیسے صاف اس کا مذاق اڑا رہا ہو، وہ آنسو پی کر رہ گئی۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”شٹ اپ...!“

”اُف! ابھی تک رات والی خفگی اور غصہ برقرار ہے‘ خیر کوئی بات نہیں‘ اتنا حق تو بنتا ہے تمہارا‘ ابھی میرے محکمے کو میرے اس کارنامے کا پتا نہیں ورنہ پورے تین ماہ کی چھٹیاں لیتا اور ہر وقت تمہارے سر پر سوار رہتا‘ ابھی تو مجبوری ہے گائوں جانا ہے تب تک شاور لے کر ریسٹ کرو‘ پھر گھومنے پھرنے چلیں گے۔“ اس کے احساسات سے قطعی بے نیاز وہ یوں کہہ رہا تھا جیسے دونوں کے بیچ بہت دوستی ہو۔سارہ اس کے ارادے پر سر سے

لے کر پائوں تک سلگی تھی‘ تبھی چیخی۔

”میں لعنت بھیجتی ہوں تمہارے ساتھ گھومنے پھرنے پر‘ میری طرف سے جہنم میں جائو تم‘ مجھے کوئی پروا نہیں۔“

”آہستہ بولو یار! میں اونچا نہیں سنتا اور بُری بات مجازی خدا کو ایسے نہیں کہتے۔تمہیں چاہیے کہ اب جب میں تیار ہوکر آفس کے لیے نکلوں تو تم

مختلف آیات اور دعائیں میری باحفاظت واپسی کے لیے پڑھ کر پھونکو‘ پھر محبت سے میری پیشانی چومو‘ کبھی کبھی...“

”سالار! چپ ہوجائو‘ نہیں تو میں کچھ اٹھا کر تمہارے سر پر دے ماروں گی۔“ اس سے پہلے کہ اسے پتانے کو وہ مزید کچھ کہتا‘ وہ پھر حلق کے بل چلاتے ہوئے اس پر چڑھ دوڑی‘ تبھی وہ مسکراتے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔

”ٹھیک ہے‘ ایک تو تم ہر بات میں غصہ کرتی ہو‘ لڑکیاں ترستی ہیں ایسے محبت کرتے والے شوہروں کے لیے اور ایک تم ہوکہ... آہ... میری تو سمجھو قسمت ہی پھوٹ گئی۔“ وہ باز آنے والا نہیں تھا‘ سارہ نے قطعی لاچاری محسوس کرتے ہوئے اپنا سر گھٹنوں میں چھپا لیا۔تبھی وہ ایک مسرور نگاہ اس پر ڈالتے ہوئے ایک میٹھی سی دھن لبوں پر سجاتا‘ اپنی تیاری مکمل کرکے روم سے باہر نکل گیا‘ جب کہ وہ گھٹنوں میں چہرہ چھپائے کتنی ہی دیر تک پھر آنسو بہاتی رہی تھی۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

☆...☆...☆

بہت معصوم تھے ہم بھی ہمیں اب یاد آتا ہے

کہ ہم اک اجنبی کو عمر کی تاریک راہوں میں

سہارا جان بیٹھے تھے

کہ اس کے چاند چہرے کو

ہم اپنے بخت کا روشن ستارا مان بیٹھے تھے

ہمیں معلوم ہی کب تھا

کہ دشتِ زندگانی میں

سہارے چھوٹ جاتے ہیں

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM

نظر جن پر ٹھہرتی ہے

وہ تارے ٹوٹ جاتے ہیں

خود اپنے روٹھ جاتے ہیں

بہت معصوم تھے ہم بھی ہمیں اب یاد آتا ہے

پچھلے کئی دنوں سے زینب بی کی طبیعت ناساز تھی مگر وہ ''گرین پیلس'' جانے کی بجائے بچوں کو اپنے گھر ہی بلوالیتی تھی۔سعد اب پائوں پائوں چلنے لگا تھا۔عظیم اپنی مصروفیات کے باوجود زینب بی کا حال دیکھ کر اندر ہی اندر کڑھتا رہتا' اس روز جیسے بے حد مجبور ہوکر اس نے حرعین کو ڈانٹا تھا۔

''حرعین! تمہیں نظر نہیں آتا دادی ماں کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی اور تم جب دیکھو سامنے والوں کے گھر گھسی رہتی ہو' ان کے پاس رہا کرو' خیال رکھا کرو ان کا۔''

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"سوری پاپا!" چھوٹی سی معصوم بچی اس کی ڈانٹ پر فوراً سہم کر سر جھکا گئی تھی۔وہ لب بھینچ کر رخ پھیر گیا۔

اسی روز رات میں سردی کی شدت کے باعث زینب بی کی طبیعت اچانک خطرناک حد تک بگڑ گئی۔وہ صرف تین روز کی چھٹی پر گھر آیا تھا اب اس بگڑتی صورتِ حال میں خاصا پریشان ہوکر بوکھلا اٹھا' رات کے تین بجے تھے جب وہ گھر اور بچوں کو خدا کے سپرد کرکے زینب بی کو اسپتال لے گیا۔جہاں فوری طور پر انہیں ایمرجنسی وارڈ میں داخل کیا گیا تھا' ڈاکٹرز کے مطابق ان کے ہارٹ پر شدید اٹیک کی شکایت ہوئی تھی مگر بروقت ٹریٹمنٹ کے باعث انہیں خطرے سے نکال لیا گیا تھا۔

ان کی طرف سے کسی قدر مطمئن ہونے بعد وہ گھر آیا' تو اندھیرے میں ڈوبے گھر کو روشنی میں نہایا پایا۔اندر حرعین کے کمرے میں سعد اسی دوشیزہ کی نرم آغوش میں سکون سے سورہا تھا جس کا اپنے گھر آنا اسے ناگوار گزرتا تھا۔صبح فجر کی اذان ہونے میں کچھ ہی وقت باقی تھا اور وہ بھرپور پُرسکون

انداز میں بیڈ پر بیٹھی سعد کو گود میں اور حرعین کو بازوئوں کے حلقے میں لیے جانے انہیں کون سی کہانیاں سنارہی تھی۔

وہ بس ایک لمحے کے لیے حرعین کے کمرے کے دروازے پر رکا تھا اور پھر پلٹ گیا تھا۔منزہ کی رحلت کے بعد پہلی بار اس لڑکی کی اپنے گھر میں موجودگی بُری نہیں لگی تھی۔

اگلی صبح شدید تھکن کا شکار ہونے کے باوجود وہ اسپتال میں زینب بی کے پاس ہی رہا تھا۔ان کے ہوش میں آنے کے بعد کچھ دیر مزید ان کے پاس بیٹھ کر وہ کپڑے تبدیل کرنے کی غرض سے گھر آیا تو کیفیہ اس کے دونوں بچوں کو ناشتہ کروارہی تھی۔وہ جزبز سا بے مقصد ہی اس سے الجھ پڑا۔

"ایکسکیوزمی مس! اب آپ اپنے گھر جاکر ریسٹ کرسکتی ہیں' میں آگیا ہوں اپنے بچوں کو ناشتہ میں خود کروا دوں گا۔" کیفیہ جو بچوں کو پراٹھا تل کر دے رہی تھی چونک کر واپس پلٹی۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"اوکے! یہ تو اچھی بات ہے کہ آپ اپنے بچوں کا خیال رکھیں، انہیں یہ تسلی دیں کہ اگر ان کی ماں نہیں ہے تو کیا ہوا ان کا باپ تو ہے۔جو محبتوں کے معاملے میں اتنا جنونی ہے کہ اپنی چیز پر کسی دوسرے کا سایہ بھی برداشت نہیں کرسکتا مگر آدھی رات کے اندھیرے میں اپنی قیمتی متاع کو بنا کسی خطرے کی پروا کیے بے یارو مددگار چھوڑ کر جاسکتا ہے۔"

"میں نے لیکچر سنانے کے لیے نہیں کہا آپ کو۔"

"مجھے شوق بھی نہیں ہے آپ جیسے ایرے غیرے، بددماغ شخص کو کچھ کہنے کا، مگر اتنا ضرو رکھوں گی عظیم صاحب! محبت کسی تتلی کا نام نہیں ہے جسے آپ مٹھی میں دبا کر بیٹھے رہیں، یہ خوش بُو ہے جسے پھیلنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔آپ کے بچے مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں انہیں کسی مصیبت میں گرفتار دیکھ کر بے نیاز نہیں رہ سکتی، سمجھے آپ...!"

اس کے اپنے اندر آگ لگی تھی، عظیم سرد نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا اور وہ صافی سے ہاتھ صاف کرکے دھپ دھپ کرتی اس کے گھر سے باہر نکل گئی۔

گھر میں آج کل اس کے رشتے کی بات چل رہی تھی جس کے باعث بھابی کی مصروفیات دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں۔کیفیہ کو اس سارے سلسلے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی لہٰذا وہ اپنے ہی کاموں میں مصروف رہتی۔

آج کل اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ عظیم حیدر لغاری اس کے اعصاب پر کیوں سوار ہوگیا تھا، سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے وہ نا چاہتے ہوئے بھی اس شخص سے متعلق سوچنے پر مجبور تھی، اپنے بکھرے بکھرے سے حلیے و لہجے کے ساتھ وہ اسے اچھا لگنے لگا تھا۔یہی وجہ تھی کہ انا کو درمیان میں لائے بغیر وہ اس کی ناپسندیدگی کے باوجود اس کی غیر موجودگی میں دو تین بار اس کے گھر کا چکر لگاچکی تھی۔

سعد اسے آنٹی کی بجائے ماما کہتا تھا جس پر حرعین ہنستی تھی جب کہ وہ پریشان ہوکر اس کی تصحیح کرواتے ہوئے اسے "آنی" کہنے پر مجبور کرتی۔بچوں کا کھویا اعتماد آہستہ آہستہ واپس لوٹ رہا تھا اور وہ ماں کی کمی اس کی ذات سے پوری کرنے کی کوشش کررہے تھے جب کہ وہ عظیم کو تنگ کرنے اور

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

چڑانے کے لیے پہلے سے زیادہ بچوں کو اپنے قریب کرنے کی کوششوں میں مصروف عمل ہوگئی تھی۔سعد اب عظیم سے بھی زیادہ اس کے قریب آگیا تھا اور اپنی اس جیت پر بے حد مسرور تھی۔

☆...☆...☆

گائوں میں سارہ کی اچانک گمشدگی پر جیسے طوفان بپا تھا۔

اس کے تینوں بھائیوں کا بس نہیں چل رہا کہ وہ کہیں سے سامنے آجاتی اور وہ اسے گولیوں سے بھون کر رکھ دیتے۔تھوڑی تھوڑی دیر بعد جیسے ہی ان کا گھر چکر لگتا۔وہ فائزہ بیگم اور زہرا کو نئی سے نئی بات سنا کر چلے جاتے۔شام سے کچھ پہلے سالار ان سے ملنے آیا تو وہ ان کے سامنے رو پڑیں۔

”سالار پُتر! یہ لوگ کہیں سارہ تک پہنچ تو نہیں جائیں گے۔“

”نہیں پھوپو! آپ بالکل بے فکر رہیں‘ سارہ مضبوط ہاتھوں میں ہے آپ اس کی کوئی ٹینشن نہ لیں۔میں آپ کو یہ بتانے آیا تھا کہ میں نے سارہ سے شادی کرلی ہے اور اب اس کے نام کے ساتھ میرا نام ہے اور آپ کو یہ سن کر بھی خوشی ہوگی کہ میری پرموشن ہوگئی ہے اور اب آپ کا یہ بیٹا ڈی ایس پی ہوگیا ہے۔“

”ماشاء اللہ! اللہ عمر لمبی کرے میں تو جتنی دعائیں بھی کروں تمہارے لیے کم ہیں بیٹے! تم نے ایک ماں کے آنسوئوں کی لاج رکھی ہے‘ وہ کل جہانوں کا مالک تمہیں اس سے زیادہ نوازے گا۔“ اس کی اطلاع پر فائزہ بیگم کی آنکھیں آنسوئوں سے بھر آئی تھیں۔اسی لمحے زہرا چائے کے ساتھ تھوڑی سی مٹھائی لے آئی۔

”بہت بہت مبارک ہو عظیم بھائی! اللہ آپ کو ڈھیروں خوشیاں دیکھنی نصیب کرے۔“

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"آمین! اور بہت شکریہ بھابی کہ آپ نے میری اتنی مدد کی' خوانخواستہ کبھی زندگی میں آپ پر مشکل وقت آیا تو اس بھائی کو آپ جاں نثاروں میں سے پائیں گی۔"

"نہیں میرے بھائی! اللہ تمہیں سلامت رکھے' سارہ ٹھیک تو ہے ناں؟"

"جی بالکل ٹھیک اور بخیرو عافیت ہے۔بس ہم دونوں کو اب تو آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔"

"وہ تو میں کرتی ہوں' اس کے بھائی اس وقت بہت غصے میں ہیں انہیں اپنی جائیداد اور ساکھ ہاتھ سے نکلتی دکھائی دے رہی ہے اس لیے انہوں نے سارہ کو ڈھونڈنے کے لیے بہت سے بندے مختلف علاقوں میں بھجواچھوڑے ہیں' ان کا ارادہ ہے کہ سارہ کے ہاتھ لگتے ہی اسے مار کر اپنی ساکھ اور زمین دونوں بچالیں گے۔"

"ایسا کبھی نہیں ہوگا بھابی! آپ بے فکر رہیں' میں اب چلتا ہوں تھوڑی دیر امی کے پاس رکوں گا پھر گھر جاؤں گا۔آپ نے کوئی پیغام دینا ہو سارہ کو تو دے سکتی ہیں۔"

"پیغام کو چھوڑیں' یہ کچھ چیزیں بنا رکھی ہیں میں نے اس کے لیے' یہ لے جاؤ۔" جلدی سے واپس پلٹ کر کچن سے کچھ چیزیں نکال کر شاپر میں منتقل کرتے ہوئے وہ تیز تیز ہاتھ چلا رہی تھیں' سالار ان کی انوکھی محبت پر نثار ہوتا وہاں سے نکل آیا۔گاؤں سے واپسی میں اسے اچھی خاصی شام ہوگئی تھی' کچھ دیر دفتر میں رک کر جس وقت وہ گھر آیا سارہ بھوکی ہی سوچکی تھی۔وہ کچھ دیر محبت پاش نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا پھر بیڈ پر اس کے قریب بیٹھ کر جوتے اتارنے لگا۔آہٹ کی آواز سے سارہ کی آنکھ اچانک کھلی تھی۔

"السّلام علیکم! گڈ ایوننگ...!" اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر وہ پھر مسکرایا تھا۔ سارہ نے کروٹ بدل کر دوبارہ پلکیں موند لیں۔"کمال ہے' سلام کا جواب

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

دینا بھی گوارہ نہیں۔" کندھے اچکاتے ہوئے جوتے اتار کر وہ اس کے برابر میں ہی نیم دراز ہوگیا' تبھی وہ اٹھی تھی۔

"کیا مصیبت ہے تمہیں؟"

"بھوک لگی ہے یار! مجھے پتا تھا تم نے تو کچھ کرنا نہیں' لہٰذا آتے ہوئے بازار سے ہی کھانا لے آیا' اب اٹھ کر پلیٹ میں نکال تو دو۔"

"خود ہی نکال لو' مجھے کوئی بھوک نہیں لگی سونے دو مجھے۔" اس کے لہجے میں کوفت تھی۔سالار کے لبوں کی مسکراہٹ پل میں غائب ہوگئی۔

"سارہ! تم مجھے سختی پر مجبور کررہی ہو' مت بھولو کہ میرا تعلق کس فیلڈ سے ہے۔"

"پتا ہے مجھے جس فیلڈ سے ہے بار بار نہ باور کرایا کرو۔ہونہہ ڈاکو' لٹیرے بھی خود اور چور چکر باز بھی خود' پکڑتے پھرتے ہیں بے چارے بے گناہ معصوم لوگوں کو' تم لوگوں کے لیے تو جیسے کوئی قانون ہے ہی نہیں ناں'

سیاہ کرو یا سفید' کون پوچھنے والا ہے۔" وہ بے جا تپی ہوئی تھی۔سالار اس کے غصے بھرے انداز کو دیکھتا رہ گیا۔

"ایک پولیس والے کے منہ پر اسی کے محکمے کی برائی کررہی ہو' جیل جانے کا ارادہ ہے کیا؟"

"جیل میں ہی ہوں اس وقت' جو تم نے کیا ہے یہی کام کوئی سول بندہ کرتا تو اب تک اس بے چارے کو اچھی طرح دھوکر دس پندرہ سال کی سزا بھی کرواچکے ہوتے تم لوگ۔"

"تو مجھے بھی تو عمر قید کی سزا ہوئی ہے وہ بھی ود مشقت یہ دکھائی نہیں دے رہی تمہیں۔" وہ ہنوز اسے چڑانے کے موڈ میں تھا اور وہ چڑ رہی تھی۔

"کس نے کہا تھا اس عمر قید کی سزا کے لیے؟ میرا بس چلے تو تڑپا تڑپا کے ماروں تمہیں۔"

"اُف! اتنے خطرناک عزائم' دیکھنے میں اتنی معصوم لگتی ہو اور اندر سے کتنی کٹھور ہو۔کوئی دیکھے تو کبھی یقین نہ کرے کہ جس پولیس والے کے نام سے

بڑے بڑے خطرناک قیدی منہ چھپاتے ہیں وہ اپنی ہٹلر محبوبہ بیوی کے سامنے کس قدر بے بس ہے۔" مظلومیت سے کہتے ہوئے اس نے سارہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ مزید تپ گئی۔

"ہاتھ چھوڑو میرا..."

"چھوڑنے کے لیے نہیں تھاما۔"

"سالار! میں کہہ رہی ہوں میرا دماغ خراب مت کرو، نہیں تو میں نے اس کھڑکی سے باہر چھلانگ لگادینی ہے۔"

"اچھی بات ہے، ساری ٹینشن ہی ختم ہوجائے گی۔"

"مرو تم..."

اسے قطعی سنجیدہ نہ پاکر وہ پھر منہ بناکر بیٹھ گئی تھی جب کہ سالار اس کی خفگی سے بھی لطف اٹھاتے ہوئے خود ہی کھانا پلیٹوں میں نکالنے کو اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

☆...☆...☆

"کیفیہ! زینب بی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، حرعین رو رہی تھی آج۔ میں نے تمہیں اٹھایا نہیں کہ کل پوری رات جاگتی رہی تھیں تم۔" جیسے ہی اس کی آنکھ کھلی بھابی بیڈ پر اس کے قریب ہی آکر بیٹھ گئیں۔

"وہاٹ! لیکن کل رات تو ان کا بیٹا خاصا مطمئن دکھائی دے رہا تھا، اب کہاں ہے حرعین؟" وہ فوراً اٹھ کر بیٹھی تھی۔

"چلی گئی ہے اپنے گھر، تمہارا پوچھ رہی تھی میں نے کہا تم سو رہی ہو، جب اٹھو گی تو ان کی طرف آجائو گی۔"

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"نہیں بھابی! آپ نے اٹھا دینا تھا مجھے' پتا نہیں کیا ہوا ہے زینب بی کو۔" جلدی سے اپنے سلکی بال کلپ میں مقید کرتے ہوئے وہ بستر سے اتر آئی تھی۔

ابھی پچھلے ہفتے اس کی عظیم لغاری سے ٹھیک ٹھاک تُو تُو میں میں ہوئی تھی اس کے بعد وہ گرین پیلس کی طرف گئی ہی نہیں۔حرعین سے ہی پتا چلا تھا کہ زینب بی اسپتال سے گھر آچکی ہیں اور وہ اس اطلاع پر اچھی خاصی مطمئن ہوگئی تھی اب محض ایک ہفتے کے بعد جب کہ عظیم بھی گھر پر نہیں تھا' انہیں جانے کیا ہوگیا تھا؟

جلدی جلدی منہ پر نیم گرم پانی کے دو چار چھپاکے مار کر وہ سیدھی گرین پیلس چلی آئی تھی۔حرعین اور سعد دونوں کے حلیے خاصے رف تھے۔سعد کو بھی سردی لگی تھی جس کی وجہ سے وہ ہلکے ہلکے بخار اور فلو میں مبتلا رو رہا تھا جب کہ حرعین کا کچھ پتا نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے' زینب بی اپنے کمرے میں بستر پر اوندھے منہ پڑی تھیں' کیفیہ گھبرا گئی۔بھاگ کر اپنے گھر سے

بھائی کو فون کرکے بلوایا' حرعین اور سعد کو بھابی کے پاس چھوڑ کر بھائی کے ساتھ خود انہیں لے کر اسپتال گئی۔جہاں ان پر اچانک فالج کے اٹیک کا انکشاف ہوا' ایک کے بعد ایک مصیبت نے جیسے ان کے گھر کا راستہ دیکھ لیا تھا۔اس لمحے اسے جہاں زینب بی کے اکھڑ مزاج بیٹے پر بے حد غصہ آیا۔وہیں دل ہی دل میں خود اپنے آپ کو بھی بے بہا سنائیں' جو اس کٹھور انسان کی باتوں کو دل پر لے کر ان کی طرف سے یکسر لاتعلق ہوگئی تھی۔

کتنی اچھی تھیں زینب بی! ان کے ہونے سے جیسے پورے علاقے میں روشنی سی پھیلی تھی' اگر ان کا بیٹا عقل سے پیدل ہوگیا تھا تو اسے تو ہوش سے کام لینا چاہیے تھا مگر اب کیا ہوسکتا تھا جو اذیت ان کی قسمت میں لکھی تھی وہ تو انہیں جھیلنا ہی تھی۔

فالج کے اچانک اٹیک نے ان کا پورا دایاں حصہ بے کار کرکے رکھ دیا تھا' ایسے میں بستر سے اٹھنا تو درکنار وہ اپنی مرضی سے کروٹ بھی نہیں لے سکتی تھیں۔کیفیہ نے انہیں بہت بے بسی سے روتے دیکھا تھا اور اس کا دل

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

جیسے کٹ کر رہ گیا تھا۔عظیم کو ان کی طبیعت کے بارے میں خبر مل گئی تھی مگر فوری چھٹی منظور نہ ہونے کے باعث وہ جاب پر ہی دو حرف بھیج کر سیدھا گھر چلا آیا۔زینب بی کے کمرے میں کیفیہ انہیں سہارا دے کر پانی پلانے کی کوشش کررہی تھی وہ نادم نادم سا آگے بڑھ آیا۔

"امی...!"

جواب میں زینب بی بولنے کی کوشش کیے بغیر رو پڑیں۔وہ لپک کر آگے بڑھا اور ان سے لپٹ گیا۔

اگلے روز کیفیہ فجر کی نماز سے فارغ ہوکر آئی تو اسے مصلیٰ پر بیٹھے پایا۔خدا کی بارگاہ میں مکمل انکساری سے سر جھکائے وہ بھرپور خضوع وخشوع کے ساتھ اس پاک ذات سے دعائیں مانگ رہا تھا۔وہ اسے نظر انداز کرتی زینب بی کے کمرے کی طرف بڑھ آئی' آج گھر میں اس کی منگنی کی تقریب کا اہتمام ہونا تھا مگر اس کے احساسات بے حد سرد تھے' یوں جیسے کچھ بھی اچھا نہ لگ رہا ہو۔

عظیم نے نماز کی ادائیگی کے بعد بچوں کو اٹھادیا' پچھلے کئی روز سے حرعین کی پڑھائی کا حرج ہورہا تھا' آج اس کا ارادہ اسے خود اسکول چھوڑ کر آنے کے ساتھ ساتھ اس کی پرنسپل سے ملنے کا بھی تھا۔حرعین کے کمرے میں سعد بھی اسی کے ساتھ لپٹ کر سورہا تھا جب کہ رات اس نے بھی بچوں کے ساتھ ہی گزاری تھی یہ الگ بات تھی کہ تھوڑی دیر کے وقفے کے بعد وہ اٹھ کر زینب بی کو چیک کرتا رہا تھا۔

کیفیہ بچوں کے ناشتے کی غرض سے کچن کی طرف آئی تو وہ بھی سعد کو گود میں اٹھائے اسی طرف آگیا۔کیفیہ اس کی آہٹ پاکر پھر چونکتے ہوئے پلٹی تھی۔

"کچھ چاہیے آپ کو؟"

"نہیں!" شرمندہ شرمندہ سے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ فوراً رخ پھیرلیا۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”میں آپ سے معذرت خواہ ہوں مس! کہ آپ کے اس درجہ خلوص اور اچھائی کے باوجود' میں آپ کے بارے میں غلط رائے قائم کرکے آپ کو ڈس ہرٹ کرتا رہا۔میری غیر موجودگی میں میری ماں کی خدمت کرکے آپ نے جو احسان مجھ پر کیا ہے میں اسے ہمیشہ یاد رکھوں گا۔“

”اچھی بات ہے لیکن ہیں نے یہ سب آپ کے لیے کیا ہے نہ آپ کی احسان مندی سے مجھے کوئی فرق پڑتا ہے' میں زینب بی کی دل سے عزت کرتی ہوں اور انہیں اپنی ماں کی جگہ سمجھتی ہوں اسی لیے آپ کو گوارا ہو یا نا گوار گزرے مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“

دھڑکتے دل کی پروا کیے بغیر اس نے اندر کا غصہ نکالا تھا۔عظیم لغاری کے لبوں پر تھکی تھکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

”چلیں یہ بھی اچھی بات ہے' دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بنا کسی صلے یا مطلب کے نیکی کرتے ہیں۔میں منزہ کے بعد کسی صورت اپنی محبوب ماں کو کھونا نہیں چاہتا۔اس لیے آپ سے گزارش ہے میرے کہے سنے

کو درگزر کرکے اپنی نیکی کے لیے پلیز اسی طرح ان کا خیال رکھیے گا۔“ اس کے لہجے میں عجیب سی ٹوٹ تھی' کیفیہ نے فوراً نظریں اٹھا کر دیکھا۔وہ ضبط کی کڑی منزلوں سے گزرتا جانے کن خفیہ انہونیوں پر پردا ڈال رہا تھا۔

”کیا مطلب... آپ کہیں جارہے ہیں؟“

”نہیں! ابھی تو یہیں ہوں' لیکن جانا تو پڑ سکتا ہے۔“ وہ مبہم گفتگو کررہا تھا' کیفیہ کام کے دوران سارے دن الجھی رہی۔

شام میں جونہی ان کے گھر مہمان آنا شروع ہوئے' گھر کی رونق کو چار چاند لگ گئے۔اس کا فیانسی بہت بڑا مل اونر تھا' لہٰذا ان کی طرف سے تیاریاں دیکھنے والی تھیں۔حرعین' سعد کی انگلی تھام کر اس کے پاس ہی لے آئی تھی' جس نے سر درد کا بہانہ بنا کر خود کو فی الحال کمرے میں مقید کرلیا تھا۔

حرعین اب اس سے باتیں کررہی تھی۔

”آنی! کیا آپ مما کی طرح دلہن بنیں گی؟“

”نہیں بیٹے!“

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”پھر آپ کے گھر اتنے سارے لوگ کیوں آئے ہوئے ہیں' پاپا کہہ رہے تھے آپ کی شادی ہورہی ہے۔“

”نہیں بیٹے! ایسی کوئی بات نہیں' آپ کے پاپا کا دماغ خراب ہے اور کچھ نہیں۔“

”ہوں... پتا ہے آنی! کل رات پاپا کی طبیعت بہت خراب تھی' ان کے دوست آئے تھے وہ پاپا کو ڈانٹ رہے تھے۔“

”کیوں...؟“ حرعین کی انوکھی بات سن کر وہ حیران ہوئی تھی۔

”پتا نہیں! پاپا آج کل اپنے کمرے سے ہی نہیں نکلتے۔دادی ماں روتی رہتی ہیں اور سعد بھی مگر انہیں کچھ خبر نہیں' روزانہ میرا ہوم ورک رہ جاتا ہے سعد کی وجہ سے اور روزانہ ٹیچر پوری کلاس کے سامنے میری پٹائی کرتی ہیں۔پاپا اسکول گئے تھے تو پرنسپل نے ان سے بھی میری شکایت کی تھی' جب مما تھیں تو پرنسپل میری بہت تعریف کرتی تھیں اب ڈانٹتی رہتی ہیں آنی! جب تک میری مما واپس نہیں آجاتیں' کیا آپ میری اور سعد کی مما نہیں بن

سکتیں؟“ بلاتکان بولتی اس معصوم بچی کے عاجزانہ لہجے نے اسے جیسے ساکت کردیا تھا۔اس کی پلکیں لمحوں میں آنسوئوں کے بار سے بوجھل ہوئی تھیں۔

”نہیں حرعین! میں آپ کی مما جتنی اچھی نہیں ہوں۔“

”لیکن سعد تو آپ سے زیادہ پیار کرتا ہے' مما پاپا سے بھی زیادہ... آنی! اگر میری مما کبھی واپس نہ آئیں کیا تب بھی آپ میری مما نہیں بنیں گی؟“

وہ اس سے حد درجہ مانوس ہوگئی تھی۔کیفیہ نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لگالیا۔

☆...☆...☆

فائزہ بیگم کی طبیعت پچھلے کئی دنوں سے ناساز تھی مگر ان کے تینوں بیٹوں کو ہی ان کی جانب توجہ کرنے کی فرصت نہیں تھی۔سارہ کی اچانک گمشدگی سے

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

ہونے والی رسوائی نے جیسے آگ دہکا رکھی تھی ان کے اندر۔شاہد اس کی گمشدگی کا سارا الزام، اپنے پرانے غصے کی آگ پر پانی ڈالنے کے لیے اسلم لوہار اور اس کے اکلوتے بیٹے پر ڈال کر اسے لمبی سزا کروانے پر بضد ہوگیا تھا۔اسلم لوہار کی بیوی صبح و شام جھولی پھیلا پھیلا کر اسے اور اس سے متعلقہ پولیس والوں کو بددعائیں دیتی پھرتی تھی مگر اسے پروا نہیں تھی۔اسے نہ کسی کی آہوں سے ڈر لگتا تھا نہ بددعاؤں پر یقین تھا، لہٰذا خوب ظلم کا بازار گرم کیا ہوا تھا گاؤں میں بے کس، غریب، مجبور، ان پڑھ دیہاتیوں اور سیدھے سادھے لوگوں پر ظلم کا بھی اپنا ہی الگ مزا تھا اس کے لیے ہر بے ضمیر، بے حس ظالم کی طرح اسے بھی خدائی کرکے تسکین مل رہی تھی۔اپنے بیٹوں کی اسی بے راہ روی نے فائزہ بیگم کو بستر سے لگا چھوڑا تھا۔اس روز ان کے سینے میں بہت تکلیف تھی، زہرا اپنے طور پر ہر ممکن کوشش کررہی تھی ان کی تکلیف دور کرنے کی مگر وہاں کوئی افاقہ نہیں تھا۔وہ خالص دیسی روئی گرم کرکے جس وقت ان کے سینے پر ٹکور کررہی تھی تب انہوں نے کہا تھا۔

''زہرا! تُو میری بہت اچھی بہو ہے، میں جیتے جی تیرے احسانوں کا بدلہ نہیں چکا سکتی، لیکن اس دائمی جہان میں ضرور تیرے لیے ربّ سوہنے کے حضور فریاد کروں گی۔تُو نے میری دھئی کو اس کے ظالم بھائیوں کے قہر سے بچا کر بڑا احسان کیا ہے پُتر! میرے بعد بھی خیال رکھنا اس کا، میری دھئی بڑی نمانی ہے۔'' تکلیف کے باعث ان کا لہجہ بلند تھا، زہرا کا دل کانپ اٹھا۔

''نہ چاچی! ایسے نہ کہہ، میں بھی عورت ہوں اور عورت کے دکھ کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔سارہ میرے لیے چھوٹی بہنوں کی طرح ہے۔آپ بالکل بے فکر رہیں، میرے ہوتے کوئی اس کے پاؤں کی دھول کو بھی نہیں پاسکتا۔''

''اچھا...؟'' وہ اپنی رو میں لگی ہوئی تھی اسے گمان ہی نہیں تھا کہ اس کا شوہر اور دونوں دیور کمرے کی دہلیز تک پہنچ چکے ہیں۔یکلخت سفید چہرے کے ساتھ وہ پلٹی تھی اور اپنے شوہر کی آنکھوں میں خون ابلتے دیکھ کر سہم گئی تھی۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”حرام زادی... ہمارا کھا کر ہمیں ہی ہاتھ دکھاتی ہے؟“ شاہد‘ جسے اس نے بچوں کی طرح پالا تھا لپک کر اس کے لمبے بالوں کی چوٹی کو گرفت میں لے چکا تھا جب کہ اس کے شوہر ضیاء نے آگے بڑھ کر فائزہ بیگم کی موجودگی کی پروا کیے بغیر اس کی کمر میں اتنی زور سے لات رسید کی کہ وہ درد سے کراہ بھی نہ سکی۔

”نند سے پیار اور میاں سے غداری! سارے گائوں میں منہ دکھانے لائق نہیں چھوڑا اس نے۔“ اسے بالوں سے پکڑ کر بے دردی سے باہر صحن میں گھسیٹتے ہوئے ضیاء چیخ رہا تھا۔فائزہ بیگم نے بلکتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی تو ریاض نے لپک کر انہیں دبوچ لیا۔

”تُو پڑی رہ ماں! میاں بیوی کا معاملہ ہے تُو بیچ میں مت آ...“

”ارے چھوڑو مجھے‘ میری بیٹی ہے وہ۔خدا کے قہر سے ڈرو ظالموں‘ اس کی پکڑ بہت سخت ہے۔بڑے بڑے غاصبوں کی زمین جائیدادیں یہیں رہ گئیں...“

”اماں کو چپ کروا ریاض! نئیں تو اس پر بھی میٹر گھوم جائے گا۔“

WWW.PAKSOCIETY.COM

شاہد کے لہجے میں آگ کی تپش تھی۔ریاض نے فائزہ بیگم کے منہ پر اپنا ہاتھ جمادیا جب کہ ضیاء اب کچن میں مٹی کے تیل کی بوتل کے ساتھ ماچس ڈھونڈ رہا تھا۔قرب و جوار کے گھروں کی خواتین منہ پر کپڑا لے کر اپنے اپنے گھر کی چھتوں پر چوہدریوں کے گھر ہونے والا یہ نیا تماشا دیکھ رہی تھیں۔ گائوں کے کسی مرد میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ان تینوں کو ان کے ظلم سے باز رکھنے کی سعیٔ کرسکتا۔

زہرا کے ہاتھ اس کی لمبی چوٹی سے باندھ کر اب شاہد نے اس کی ٹانگیں قابو کر رکھی تھیں جب کہ اس کی پندرہ سالہ رفاقت میں اس کی ساری خدمت گزاریوں پر پانی پھیرنے والا اس کا ظالم مجازی خدا اس پر مٹی کا تیل چھینک رہا تھا جیسے اسے پانی میں نہلا رہا ہو۔اپنے آپ کو بظاہر مسلمان کہلانے والے ان مسلم شیطانوں نے اپنے غصے کی آگ میں اس وقت جس مسلم پاک باز عورت کو ”ستی“ کہا تھا وہ تو بیوہ بھی نہیں تھی‘ اسے تو آگ کے شعلوں کی نذر کرنے والا خود اس کا اپنا شوہر ہی تھا۔محض چند لمحوں کا کھیل تھا مگر...

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

چند لمحوں کے اس بھیانک کھیل میں ایک بھرپور جان دار زندگی کا باب ہمیشہ کے لیے بند ہوچکا تھا۔سالار کو جیسے ہی اس افسوس ناک واقعے کی خبر ہوئی وہ اپنی ساری مصروفیات ترک کرکے فوراً وہاں پہنچا مگر اب وہاں صرف انسانی ہڈیوں کی راکھ کا ڈھیر تھا۔ضیائ، ریاض اور شاہد تینوں کا ہی کچھ پتا نہیں تھا کہ کہاں روپوش ہوگئے ہیں۔

اجڑے ہوئے گھر کے ویران کمرے میں اپنے بستر پر پڑی فائزہ بیگم جیسے اپنی آخری سانس پوری کررہی تھیں۔سالار کا دماغ جیسے فریز ہوگیا۔اتنا سب کچھ ہوجانے کا تو اسے گمان ہی نہیں تھا۔غم و غصے سے اس کی حالت جیسے پاگلوں جیسی ہوگئی تھی اس لمحے اس نے فوری طور پر اپنی پوری پولیس فورس کو سختی سے کسی بھی حال میں ان تینوں کی گرفتاری کا حکم جاری کردیا تھا۔

زہرا کی افسوس ناک وفات کے اگلے ہی روز فائزہ بیگم نے بھی چپ چاپ ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کرلیں۔اسے اتنی فرصت بھی نہ مل سکی تھی کہ وہ سارہ کو تمام صورتِ حال سے باخبر کرکے وہاں لاسکتا۔اس کے گھر والے

حویلی آگئے تھے، ابھی وہ فائزہ بیگم کی تدفین سے فارغ ہوا تھا کہ اسے علاقے کے منسٹر کی کال آگئی، جس نے فوری ملاقات کے لیے اسے اپنی کوٹھی پر طلب کرلیا۔

”آئو جوان! سنا ہے پرموشن ہوگئی ہے تمہاری، بھئی بہت بہت مبارک ہو۔“ جیسے وہ منسٹر کے حضور پیش ہوا، سلام دعا کے بعد یہی پہلا جملہ اسے سننے کو ملا۔

”جی! کرم ہے اللہ پاک کا، آپ کی مبارک باد کا شکریہ۔مجھے کیسے طلب فرمایا آپ نے؟“

”کام تھا یار! تمہیں تو پتا ہے ہم لوگ صبح و شام عوام کی خدمت میں کتنے مصروف رہتے ہیں، میل ملاقاتوں کے لیے ٹائم کم ہی ملتا ہے۔“

”جی میں جانتا ہوں اور میرے لیے خوشی کی بات ہے کہ آپ نے مجھے یاد کیا مگر سوری سر میں اس وقت گھر میں مصروف تھا۔میری مسز کی بھابی اورماں کی رحلت ہوگئی ہے میں...“

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”مجھے ساری خبر ہے ڈی ایس پی صاحب! زیادہ ٹائم میرے پاس بھی نہیں ہے۔آج کل تو ویسے بھی الیکشن سر پر ہیں، تمہیں بس اتنا بتانا تھا کہ وہ جو لڑکی، کیا نام تھا اس کا، ہاں زہرا! وہ جو مری ہے اس کا قتل اپنی جیل میں کسی بھی ایکس وائے زیڈ پر ڈال کر کیس بنادو، جو اصل مجرم ہیں ان کے ساتھ میرے بیٹے کی اچھی اٹھ بیٹھ ہے تم سمجھ رہے ہو ناں میری بات...؟“

”سوری سر! مرنے والی کو میں نے اپنی بہن بنایا ہوا تھا اور اس کی ناگہانی موت کے باعث میری سگی پھوپو کی وفات بھی ہوگئی ہے، اس لیے یہ کیس کوئی معمولی کیس نہیں ہے میرے لیے، جس میں کسی کے گناہ کی سزا کسی اور کو دے دوں۔“

”میں تمہارے جذبات سمجھتا ہوں جوان! مگر تم ٹینشن نہ لو، یہ نمانی عورتیں یہ اللہ نے ہمارے کام آنے کے لیے ہی بنائی ہیں۔یہاں گائوں، پنڈوں میں، یوں ہی گائیوں، بھینسوں کی طرح روز مرتی رہتی ہیں یہ،کوئی ایف آئی آر نہیں کٹتی، کوئی گرفتار نہیں ہوتا، ہو بھی جائے تو زیادہ دن اندر نہیں رہتا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

غصے کو جانے دو اور اپنی مزید ترقی کے خواب دیکھو، میں کل ہی اوپر بات کرکے ایک دو پھول اور لگوادیتا ہوں تمہاری وردی پر۔“

”سوری سر! مجھے یہ گھاس منظور نہیں، بے شک آپ کی پہنچ اونچی ہے مگر میں اپنے فرض سے کوتاہی نہیں برت سکتا۔اب چلتا ہوں خدا حافظ۔“

منسٹر کو گمان بھی نہیں تھا کہ نئی نئی ترقی پانے والا وہ پولیس افسر اتنا ٹیڑھا ہوگا۔اس نے فوری طور پر ضیائ، ریاض اور شاہد کی عبوری ضمانت کروا کر انہیں بھرپور تسلی کے ساتھ حویلی سے رخصت کردیا اور خود اس مسئلے کا حل اپنے طور پر نکالنے کی کوشش فی الحال سائیڈ پر رکھ دی۔

☆...☆...☆

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

رات خاصی گہری ہورہی تھی جب وہ تھکن زدہ وجود کے ساتھ اپنے فلیٹ کی طرف واپس آیا تھا۔سارہ جو اس کی دو دن مسلسل غیر موجودگی کے باعث اچھی خاصی پریشان ہوگئی تھی، اب اسے دیکھتے ہی شروع ہوگئی۔

"آگیا گھر یاد، میں پوچھتی ہوں میرا قصور کیا ہے جو مجھے یہاں جانوروں کی طرح لاکر قید کردیا ہے اور خود پتا نہیں کہاں کہاں عیاشی کرتے پھررہے ہو۔" اس کے لہجے میں چنگھاڑ تھی۔سالار نے کچھ دیر گہری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے کے بعد رخ پھیرلیا۔

"مصروف تھامیں، بہت زیادہ۔"

"تو میرا کیا قصور ہے، جو بھوکے پیاسے مجھے یہاں اجنبی سنسان علاقے میں لا کر قید کیا ہے۔"

"کوئی قید نہیں کیا میں نے تمہیں، یہاں ضرورتِ زندگی کی ہر شے موجود ہے، ہل کر کھاپی سکتی ہو، کسی نے روکا نہیں ہے تمہیں۔" پہلی بار اس کی بدتمیزی کا جواب اس نے تلخی سے دیا تھا، وہ گنگ سی اسے دیکھنے لگی۔

"میرا ٹرانسفر ہوگیا ہے، کل شفٹنگ کرنی پڑے گی، جو تھوڑا بہت سامان ہے پیک کرلو۔" اس کی حیرانی پر دوسرے ہی لمحے تھکے تھکے سے انداز میں کہتا وہ بیڈ پر گر پڑا تھا۔سارہ کچھ پل اسے ٹٹولتی نگاہوں سے دیکھتی رہی پھر بولی۔

"سالار! گائوں میں سب کیسے ہیں؟ پتا نہیں کیوں کل شام سے میرا دل بہت پریشان ہے۔"

"ٹھیک ہیں سب، تمہارے بھائیوں کے ہاتھ بہت اونچے ہیں، انہیں کچھ نہیں ہوسکتا سارہ!" آنکھوں سے بازو ہٹائے بغیر وہ رنجیدگی سے بولا تھا جس پر وہ مزید الجھ کر رہ گئی۔

"کب ہوا ہے ٹرانسفر...؟"

"کل شام! صبح منسٹر نے بلا کر ضمیر کی بولی لگائی اور شام میں ظلم کے سامنے سر نہ جھکانے کے جرم میں ٹرانسفر آرڈر آگئے۔"

"وہاٹ! لیکن اتنی جلدی یہ کیسے ممکن ہے، کچھ روز تو لگتے ہیں ٹرانسفر آرڈر میں۔"

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"تم نہیں سمجھو گی سارہ! یہاں کچھ بھی ممکن ہے، بڑی کرسیوں پر براجمان بڑے افسران کے قلم کی ایک جنبش کیا سے کیا نہیں کرسکتی۔" سارہ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اتنی معمولی سی بات پر وہ اتنا دکھی اور پریشان کیوں تھا۔

"کھانا کھاؤ گے؟"

"نہیں! بس سونے لگا ہوں میں، تم نے اگر نہیں کھایا تو کھالو اور... وہ جو زہرا بھابی نے کچھ چیزیں دی تھیں مجھے وہ استعمال کرلیں کہ نہیں۔"

"کرلی تھیں، میرے گھر کی چیزوں کی بات ہی الگ ہے۔"

آج وہ شکستہ لگ رہا تھا تو اس کا موڈ خودبخود اچھا ہوگیا تھا۔

اگلے روز وہ خاصا لیٹ بیدار ہوا تھا۔اس روز پہلی بار سارہ نے ناشتا تیار کیا کیونکہ اسے خود بہت بھوک محسوس ہورہی تھی۔سالار کا کوئی دوست ملنے آیا تھا۔لہٰذا وہ ناشتہ کیے بغیر مصروف ہوگیا۔بیرونی دروازے پر پڑا اس کا منہ چڑاتا قفل اب وہاں نہیں تھا اور یہ اس کے لیے انتہائی خوشی کی بات تھی۔ سالار کا دوست رخصت ہوچکا تھا اور اب وہ قفل کی پروا کیے بغیر شاور لینے

واش روم میں گھس چکا تھا۔سارہ کے لیے یہ موقع کسی غیبی امداد سے کم نہیں تھا۔

وہ کمرے میں آئی اور ایک کاغذ گھسیٹ کر جلدی جلدی اس پر سالار کے نام ایک چھوٹی سی تحریر لکھی جس میں یہ درج کیا کہ وہ اسے باعزت طریقے سے گائوں سے رخصت کروا کر لائے تب وہ اس کے ساتھ بھرپور خوش گوار زندگی گزار سکتی ہے، یہ چٹ اس نے بیڈ پر اوپن رکھی اور خود چادر اٹھا کر چھپاک سے باہر نکل گئی۔

کتنے دن ہوگئے تھے اسے باہر کی دنیا دیکھے، روڈ پر آکر ایک عجیب سے احساس نے اسے دبوچ لیا۔پتا نہیں بھائی اسے اتنے دنوں کے بعد سامنے دیکھ کر اس کا کیا حشر کرتے؟ ماں اور بھابی نے تو ضرور رو رو کر آنکھیں سوجھا لی ہوں گی۔مختلف سوچوں کے حصار میں جکڑی بالآخر وہ اپنے گائوں کی بڑی سڑک پر گاڑی سے اتر گئی۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

اسی پل ضیاء اور ریاض جو گاڑی میں بیٹھ کر کہیں جارہے تھے ان کی نگاہ اس پر پڑی اور وہ حیرانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے' اس کی طرف بڑھ آئے۔

"سارہ...!" اپنے بھائی کی پکار پر اس نے فوراً پلٹ کر دیکھا اور بھاگ کر ان کے قریب آگئی۔

"ضیاء بھائی... ریاض بھائی... مجھے معاف کردیں۔" فوراً آنکھوں میں آنسو بھر کر اس نے ضیاء بھائی کا ہاتھ چوم لیا۔جس پر انہوں نے بھی نرمی کا مظاہرہ کیا۔

"چل گھر چل... گھر چل کر بات کرتے ہیں۔" وہ جو ڈر رہی تھی ان کی نرمی پر حیران ہوتی کپکپاتے جسم اور لرزتے دل کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئی۔
سالار نے شاور لے کر جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا' بھاں بھاں کرتے گھر اور بیڈ پر آنکھوں کے سامنے پڑے کاغذ نے اسے عجیب سے خدشے میں مبتلا کردیا۔پلٹ کر فوراً بیرونی دروازے کو دیکھ کر اس کا دل دھک سے رہ گیا۔

لپک کر بیڈ پر پڑے سفید کاغذ پر نگاہیں دوڑاتے ہوئے اسے لگا جیسے اس کا بدن سُن ہوگیا ہو۔سارہ سے اس درجہ بے وفائی و حماقت کی توقع نہیں تھی اسے' کسی انجانے خدشے کے پیشِ نظر ٹاول بیڈ پر پھینک کر وہ فوراً گاؤں کی طرف روانہ ہوگیا تھا۔

☆...☆...☆

اس روز موسم بہت پیارا تھا' رخصت ہوتے ہی دسمبر کی اداس شاموں نے اس کا دل جیسے بے دل کیا ہوا تھا۔وہ اپنے فیانسی کے بے حد اصرار پر صرف اپنے بھائی اور بھابی کی خوشی کے لیے اس کے ساتھ گھومنے آئی تھی۔بلاشبہ اس کا فیانسی کسی بھی خوب صورت سمجھ دار لڑکی کا آئیڈیل ہوسکتا تھا مگر اس کا دل جانے کیوں اس کی طرف راغب نہیں ہورہا تھا۔اس وقت وہ دونوں آواری سے نکلے تھے جب اچانک حرعین نے اسے دیکھا۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"آنی...!" وہ بے حد چونک کر آواز کی طرف متوجہ ہوئی تھی' اس سے کچھ ہی فاصلے پر عظیم' سعد اور حرعین کے ساتھ کھڑا فون پر کسی سے بات کررہا تھا۔سعد کی نگاہ بھی اس پر پڑگئی تھی اور اب وہ عظیم کی بانہوں میں

اس کی طرف آنے کے لیے مچل رہا تھا۔

"ماما... ماما..." ہاتھ پائوں چلاتے ہوئے اس نے اپنی ہی رٹ شروع کردی تھی جس پر وہ بوکھلا کر رہ گئی کیونکہ اس وقت اس کا ہونے والا مجازی خدا اس کے ساتھ تھا۔

"ماما... یہ بچہ تمہیں ماما کہہ رہا ہے...؟" سعد کی پکار پر وہ چونکا تھا۔کیفیہ سے وضاحت کرنا مشکل ہوگئی۔

"ہاں... وہ... اصل میں ان بچوں کی ماں کی وفات ہوگئی ہے تو..."

"تو تم نے ان کی ماں بننے کا منصب سنبھال لیا ہے۔"

"تھوڑی دیر قبل پھول برسانے والے لہجے میں اچانک تلخی در آئی تھی وہ اس قطعی غیر متوقع صورتِ حال پر گڑبڑا گئی۔

"نہیں... اصل میں یہ بچے مجھ سے بہت اٹیچ ہیں اسی لیے..."

"اسی لیے تمہیں اپنی ماں سمجھنے لگے ہیں۔" ایک بار پھر اس کی بات کاٹ کر وہ خفگی سے بولا تھا۔"یہ غلط ہے کیفیہ! ابھی کچھ روز بعد ہماری شادی ہونے والی ہے۔میں نہیں چاہتا کہ تم ان بچوں کے ساتھ اتنی اٹیچ ہوجائو کہ پھر ان کے بغیر خوش نہ رہ سکو۔اس لیے پلیز... آئندہ ان سے دور ہی رہنے کی کوشش کرنا۔" نگاہیں مسلسل عظیم لغاری کی شان دار شخصیت پر جمائے وہ اسے تنبیہہ کررہا تھا۔کیفیہ کو دفاع میں ایک لفظ کہنے کا موقع بھی نہیں دیا تھا اس نے۔

"اب چلو پلیز! مجھے بہت ضروری کام سے کہیں جانا ہے۔" اس کا ہاتھ حرعین سے چھڑا کر اس نے زبردستی اسے گاڑی کی طرف کھینچا اور اگلے ہی پل خود بھی اس کے برابر میں بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کرلی۔سعد اب بھی عظیم

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

کی بانہوں میں مچلتے ہوئے اس کے لیے رو رہا تھا' سڑک پر کھڑی ننھی حرعین اب بھی دکھی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے آنسو پی رہی تھی جب کہ عظیم نے اس شخص کی آنکھوں میں اس لمحے ایک عجیب سا الائو دہکتے دیکھا تھا۔جس کی وجہ سے وہ پوری رات اس کی بے حد اضطراب کے عالم میں کٹی تھی' اگلی صبح ناشتے کی میز پر بھائی کے آفس روانہ ہونے کے بعد بھابی اسے گھیر کر بیٹھ گئیں۔

"کل خرم بہت غصے ہورہا تھا کیفیہ! کہہ رہا تھا تمہیں زینب بی کے گھر جانے سے روکوں' جوان لڑکا ہے ان کا اونچ نیچ ہوگئی تو کتنی رسوائی ہوگی۔"

"اس کا دماغ خراب ہے بھابی! میں وہاں زینب بی اور بچوں کی وجہ سے جاتی ہوں' ان کے جوان لڑکے سے ملنے نہیں جاتی۔" بھابی کی بات پر خرم کا غبار اس نے اب نکالا تھا۔مگر انہوں نے پروا نہیں کی۔

"بُرا منانے کی بات نہیں ہے کیف! اس کی نظر سے دیکھو تو بات ٹھیک ہے۔کچھ ہی دن رہ گئے ہیں تمہاری شادی میں خوامخواہ لوگوں کو بات کرنے

کا موقع کیوں دو' میں جانتی ہوں تم بہت اچھی لڑکی ہو' زینب بی اور ان کا بیٹا بھی بُرا نہیں مگر خرم میری نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا اس لیے پلیز تم اب تھوڑی احتیاط کرنا' میری بات سمجھ رہی ہو ناں تم...؟"

"جی...!"

گہری سانس بھر کر مزید کچھ بھی کہے بغیر وہ ناشتا چھوڑ کر دوبارہ اپنے کمرے میں بند ہوگئی۔سامنے زینب بی کے لان میں اچھی خاصی دھوپ بکھری تھی' وہ بوجھل دل لیے کتنی دیر ٹیرس پر کھڑی اس لان کی طرف دیکھتی رہی۔

☆...☆...☆

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"سارہ کہاں ہے؟" تین گھنٹے کا سفر دو گھنٹوں میں طے کرکے وہ اب ضیاء بھائی کے سامنے کھڑا ان سے پوچھ رہا تھا۔جواب میں شاہد نے اٹھ کر اسے آنکھیں دکھائیں۔

"کس حق سے پوچھ رہے ہو اس کا؟ دیکھ لیے ہمارے ہاتھ تیرے جیسے معمولی افسر یوں چونٹیوں کی طرح مسل کر پھینک دیئے جاتے ہیں' آیا بڑا فرض شناس کہیں کا۔"

"میں سارہ کا پوچھ رہا ہوں' سارہ کہاں ہے؟" اس بار وہ دہاڑا تھا جس پر ضیاء بھائی کو جلال آگیا۔

"ہولی بول سالار! یہاں اونچا کوئی نہیں سنتا۔سارہ اب ہماری پناہ میں ہے' تم کیا سمجھتے ہو زبردستی نکاح پڑھوا کر بڑا تیر مار لیا تم نے۔"

"شٹ اپ! میری بیوی ہے وہ' قانوناً بھی اور اسلام کی رو سے بھی۔ابھی اور اسی وقت اگر آپ لوگوں نے اسے میرے حوالے نہیں کیا تو بہت بُرا کروں گا میں آپ کے ساتھ۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اوئے جا... بہت دیکھے تیرے جیسے بھڑکیں مارتے افسر! خلع کے نوٹس مل جائیں گے کل۔جا' جو ہوتا ہے کرلے۔" شاہد کا لہجہ غرور میں ڈوبا ہوا تھا۔ سالار اس لمحے اپنے تپتے اعصاب کو بمشکل کنٹرول کرتا خون کا گھونٹ پی کر رہ گیا۔

اسے قطعی خبر نہیں تھی کہ ان لوگوں نے سارہ کے ساتھ کیا کیا ہے' وہ جو خوشی خوشی اپنے بھائیوں کے ساتھ گھر آئی تھی گھر پہنچ کر ٹھٹک گئی۔ درودیوار سے ٹپکتی عجیب سی وحشت نے اس کا دل جکڑ لیا تھا۔ازحد حیران ہوکر وہ پلٹی تھی۔

"ضیاء بھائی! ماں اور بھابی کہاں ہیں؟"

چٹاخ... اپنے سوال کے جواب میں ضیاء بھائی کے بھرپور تھپڑ نے اس کے ہوش ٹھکانے لگادیئے۔

"ضیاء بھائی..."

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"مر گیا ضیاء بھائی... بے غیرت... صرف تیری وجہ سے کیا کیا نہیں ہوگیا یہاں، اس لیے شہر جاکر کالجوں کی ہوا کھائی تھی کہ بھائیوں کی عزت پر داغ لگا سکو؟" ان کا لہجہ قہر برسا رہا تھا وہ پھپک کر رو پڑی۔

"میں بے قصور ہوں بھائی! کبھی خواب میں بھی میں آپ کی عزت پر داغ لگانے کا نہیں سوچ سکتی۔مم... مجھے تو سالار نے زبردستی اغواء کیا تھا۔"

"سالار نے...؟" ایک لمحے کے لیے انہیں جھٹکا لگا تھا۔

"جی ہاں... وہاں شہر میں زبردستی اس نے مجھ سے نکاح بھی پڑھوایا اور اتنے دن اپنے گھر میں قید بھی رکھا۔آج پہلی بار وہ بیرونی دروازے کو لاک کرنا بھول گیا تو میں فوراً نکل آئی، میرا یقین کریں بھائی! میرا کوئی قصور نہیں ہے۔" سارا الزام سالار آفندی کے سر ڈال کر وہ اپنی طرف سے ہلکی پھلکی ہوگئی تھی۔

ضیاء اور شاہد نے کچھ سوچتی نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر جیسے کسی فیصلے پر پہنچ گئے۔

"سارہ کو یہاں رکھنا خطرے سے خالی نہیں ہے، تم ایسا کرو اسے شہر والے بنگلے میں لے جائو، میں پیچھے دیکھتا ہوں وہ سالار کا بچہ ہمارا کیا بگاڑتا ہے۔"
ضیاء نے شاہد کو حکم دیا تھا جس کی فوری تعمیل میں وہ ہکا بکا سی کھڑی سارہ کو بازو سے پکڑ کر باہر کھڑی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔شہر پہنچ کر اسے بنا کچھ بتائے ایک تاریک کمرے میں قید کردیا گیا تھا جس پر وہ پہلے سے زیادہ پریشان ہوکر رہ گئی تھی۔کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا ہورہا ہے؟

سالار کا خیال آتا تو دھڑکتے دل کے عجیب سے وسوسے بھی دماغ کا گھیرائو کرلیتے۔اس پر فائزہ بیگم اور زہرا کی یاد مزید بے قرار کردیتی۔یہ بے قراری جانے کب تک باقی رہتی کہ منسٹر کی بیٹی کا ٹکرائو ہوگیا اس سے۔وہ فطرتاً رحم دل اور انصاف پسند لڑکی تھی، تمام حقائق جاننے کے بعد لاتعلق بنے رہنا اس کے لیے ممکن نہیں تھا لہٰذا اپنے بھائی کے ساتھ اسی کی اطلاع پر وہ سارہ سے ملنے چلی آئی۔دروازہ اچانک کھلنے سے کمرے میں روشنی کی ہلکی سی لکیر نمودار

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

ہوئی تھی' سارہ جو بیڈ پر پاؤں سمیٹے بے حد پریشان بیٹھی تھی اچانک چونک کر آنے والے کی طرف متوجہ ہوئی۔

منسٹر کی بیٹی چند ثانیے اس کے حال پر غور کرنے کے بعد پھر بیڈ پر اس کے ساتھ ہی کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی۔

''ہیلو! مجھے شگفتہ کہتے ہیں میرے بھائی تمہارے بھائیوں کے بہت اچھے دوست ہیں۔ان سے ہی پتا چلا کہ تمہارے بھائیوں نے تمہیں یہاں لاکر قید کردیا ہے تو یونہی ملنے چلی آئی۔تم یقین نہیں کرو گی مگر مجھے رئیلی تمہارے اور تمہاری فیملی کے ساتھ بہت ہمدردی ہے۔''

''کیا مطلب' میں سمجھی نہیں...؟''

''سمجھو گی کیسے' تمہیں تو کچھ پتا ہی نہیں ہوگا شاید یہ بھی پتا نہ ہو کہ تمہاری والدہ اور بھابی کے ساتھ کیا ہوا ہے؟''

''کیا ہوا ہے؟'' آنکھوں میں تحیر بھرے اب وہ لرزتے دل کے ساتھ اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

''بہت بُرا ہوا ہے یار! تمہاری بھابی کو تمہارے بھائیوں نے گھر کے صحن میں زندہ جلا ڈالا' جس کے صدمے نے تمہاری والدہ کی جان بھی لے لی اور اب تمہارے بھائی تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے' اس لیے میں چاہتی ہوں تم یہاں سے بھاگ جاؤ کیونکہ ہوسکتا ہے وہ لوگ کسی بھی وقت تمہیں یہاں سے لے جائیں۔'' اس سے کچھ ہی فاصلے پر بیٹھی وہ لڑکی جانے کیا کیا انکشاف کررہی تھی اور سارہ کو لگ رہا تھا جیسے زندگی اس کے وجود سے رخصت ہوتی جارہی ہے' اس کی سماعتیں سُن ہورہی تھیں' جان سے پیارے بھائیوں کا یہ چہرہ' یہ کردار' یہ عزائم اسے لمحوں میں گھائل کرگئے تھے۔

''نہیں... میرے بھائی ایسا نہیں کرسکتے' تم ضرور جھوٹ بول رہی ہو۔وہ کیوں ماریں گے میری بھابی کو' میری بھابی تو اتنی اچھی ہیں اور میں... میں نے بھلا کیا بگاڑا ہے ان کا جو وہ مجھے ماریں گے؟'' اسے جیسے یقین ہی نہیں آرہا تھا۔

''یہ تو تم اپنے بھائیوں سے ہی پوچھنا' میں تو انسانیت کے ناتے محض اتنا ہی کرسکتی ہوں کہ جاتے ہوئے باہر سے دروازہ لاک نہ کروں' پوچھا بھی گیا تو

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

کہہ دوں گی کہ بھول گئی تھی۔تمہارے بھائی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے' بہرحال زندگی سے قیمتی کوئی چیز نہیں ہوتی' اب چلتی ہوں میں' بائے...'' وہ جیسے اچانک آئی تھی ویسے ہی ہاتھ ہلاتی اچانک رخصت ہوگئی مگر سارہ کے اندر اتنی ہمت بھی نہ رہی کہ وہ اپنے پیروں کو ہی حرکت دے سکتی' کتنی ہی دیر سکتے کے انداز میں غم سے چُور بیٹھنے کے بعد اچانک وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔رشتوں کی اس سے زیادہ بھیانک تصویر اور کیا ہوسکتی تھی؟

گاؤں میں دوبارہ سالار کے گھر جانا بھی کسی صورت خطرے سے خالی نہیں تھا۔لہٰذا بہت سوچ کر وہ کیفیہ کی طرف چلی آئی' روپیہ پیسہ تو پاس تھا نہیں' بس والے کو کرائے کے طور پر اس نے اپنی نتھنی اتار کر دے دی تھی۔

کیفیہ اسے اجڑے حال میں اتنے دنوں کے بعد اپنے سامنے دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔سارہ نے بھی اس سے کچھ چھپانا مناسب نہ سمجھا اور سارا احوال اس

کے گوش گزار کردیا پھر اسی سے لپٹتے ہوئے بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

سالار جو اس کے تینوں بھائیوں پر نیا کیس بنا کر ان کا فوری چالان کروانے کے بعد اپنا ٹرانسفر رکوانے کی تگ و دو میں مصروف تھا اپنے سیل پر کیفیہ کی ہزار کالز نظر انداز کرنے کے بعد سارہ کے حوالے سے میسج پڑھ کر چونک گیا۔کیفیہ کے یہ اطلاع دینے پر کہ سارہ اس کے پاس محفوظ ہے اس نے خود فوری طور پر اسے کال کی تھی اور سارہ سے دو منٹ کی بات کرنے کے بعد وہ اپنی پرسنل گاڑی میں فوراً اسے ملنے پہنچ گیا تھا۔

اگلے دو گھنٹوں میں وہ کیفیہ کے گھر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھا سارہ کو روتے ہوئے دیکھ رہا تھا جس سے سامنا ہوتے ہی سالار نے اسے دو تھپڑ رسید کیے تھے۔

''غصے کو جانے دیں سالار بھائی! آپ جانتے تو ہیں یہ کتنی بے وقوف ہے اور زیادتی بھی تو کتنی بڑی ہوئی ہے اس کے ساتھ۔اس بے چاری کو تو یہ بھی

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

نہیں پتا کہ اس کے بھائیوں نے یہ سب کیوں کیا اور آپ نے ہر بات طے ہونے کے باوجود اسے کڈنیپ کرکے زبردستی نکاح کیوں کیا؟'' کیفیہ نے موقع کی نزاکت دیکھتے ہوئے لب کھولنا ضروری سمجھا تھا۔سالار اس کے سوالوں پر لب بھینچ کر رخ پھیر گیا۔

''گائوں کے جو قانون اور حالات ہوتے ہیں وہ آپ نہیں سمجھتیں مس کیفیہ! میں سارہ سے محبت ضرور کرتا ہوں مگر زور زبردستی سے اسے حاصل کرنا میری خواہش نہیں تھی' اس اقدام کے لیے مجھے زہرا بھابی اور فائزہ پھوپو نے مجبور کیا تھا کیونکہ وہ ان محترمہ کے معزز بھائیوں کے راز جان گئی تھیں۔ زمین کے تھوڑے سے ٹکڑے کو بچانے کے لیے ان کے تینوں بھائی صاحب انہیں جان سے مارنے کا پروگرام بنائے بیٹھے تھے' اسی لیے پھوپو اور بھابی نے گھر بلا کر مجھ سے ریکوئسٹ کی کہ میں اسے ان کے سائے سے بھی دور لے جائوں' مجھے نہیں معلوم کہ انہیں زہرا بھابی پر شک کیسے ہوا' مگر جب تک میں وہاں ان کی مدد کے لیے پہنچا بہت دیر ہوچکی تھی' اسے کہیں جاکر اپنے

گائوں والوں سے اپنے بھائیوں کی درندگی کا حوال سنے پھر یہ فیصلہ کرے کہ اسے میرے ساتھ زندگی گزارنی ہے یا نہیں۔'' اس کا موڈ بے حد خراب تھا' سارہ کا جھکا سر مزید جھک گیا۔

''جو ہوگیا اسے بھول جائیں' اب آگے یہ سوچنا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔''

کیفیہ نے پھر اس کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی تھی جب وہ صوفے سے اٹھتے ہوئے بولا۔

''میں بہتر طور سے جانتا ہوں کہ آگے کیا کرنا ہے' آپ فکر نہ کریں صرف اپنی دوست کا خیال رکھیں' میرا خیال ہے کہ میں نے پھوپو کی بات مان کر بہت بڑی غلطی کی تھی۔'' وہ کسی طور لائن پر نہیں آرہا تھا۔کیفیہ نے بوکھلا کر کچھ کہنے کی کوشش کی تو سارہ نے جلدی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ کر اسے کھڑے ہونے اور کچھ بھی کہنے سے روک دیا۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"نہیں... انہیں جانے دو، تم نے سنا نہیں امی کی بات مان کر انہوں نے مجھ سے شادی نہیں کی غلطی کی ہے، سدھارنے دو اپنی غلطی انہیں، میری قسمت میں جو لکھا ہے وہی ہوگا۔" رندھے لہجے میں اپنی بات مکمل کرکے وہ ڈرائنگ روم سے نکل گئی تھی جب کہ پیچھے کیفیہ سالار کو اس پر گزرنے والی تمام مصیبتوں کا حال سناتی رہی۔

☆...☆...☆

اس کی شادی کے دن تیزی سے قریب آرہے تھے اب سارہ بھی بجھے دل کے ساتھ اس کی شادی کی تیاریوں میں اس کی بھابی کا ہاتھ بٹارہی تھی۔ابھی کچھ روز قبل اس کے تینوں بھائیوں پر اس کی بھابی اور اسلم لوہار کی بیٹی کے قتل کا پرچہ عدالت سے آرڈر ہوگیا تھا جس کے بعد تینوں کو گرفتار کرکے ان کا چالان مکمل کردیا گیا تھا۔جس زمین اور جائیداد کے لیے وہ انسان سے

حیوان بنے پھرتے تھے وہ زمینیں یونہی لاوارث پڑی رہ گئی تھیں۔کوئی ان کی پیروی کرنے والا نہیں تھا جن دوستوں اور اونچے تعلقات پر انہیں گھمنڈ تھا، ان دوستوں نے پلٹ کر خبر بھی نہ لی تھی ان کی، پتا نہیں کتنی مائوں کی آہوں اور بددعائوں کا جال انہیں گھیرے ہوا تھا۔پولیس کے جن بے ضمیر افسروں کو انہوں نے پیسے کی طاقت سے خرید کا اپنا غلام بنارکھا تھا وہ سارے یا معطل ہوگئے تھے یا ان کا ٹرانسفر ہوگیا تھا جب کہ سالار کے ٹرانسفر آرڈر کینسل ہوگئے تھے۔اسی نے حویلی کو تالا لگوا کر زمینیں ٹھیکے پر مختلف مزارعوں کو دے دی تھیں اور ٹھیکے سے حاصل ہونے والی رقم سارہ کے ذاتی اکائونٹ میں ٹرانسفر کروادی۔

کیفیہ سے گاہے بگاہے اس کی بات ہوتی رہتی تھی وہ اس کی منت کرتی تھی کہ وہ سارہ کو معاف کردے مگر وہ سنی ان سنی کرکے بات ٹال دیتا۔اب جیسے جیسے اس کی اپنی شادی کے دن قریب آتے جارہے تھے اس کا دم جیسے گھٹتا جارہا تھا۔اس روزسارہ طبیعت کی ناسازی کے باعث جلد سوگئی تھی جب

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

کہ وہ عجیب سی اداسی و بے چینی کی شکار ہوکر سخت ٹھنڈ کے باوجود باہر لان میں آبیٹھی۔اندر اتنی گھٹن تھی کہ بار بار پلکیں جھپکنے کے باوجود ٹوٹ کر رونا آرہا تھا۔

اپنے ہی خیالوں اور سوچوں میں مگن بیٹھی' وہ جانے کس جہاں کی سیر کررہی تھی جب بیرونی گیٹ پر کسی کی مسلسل دستک نے اسے چونکا ڈالا' اپنے تخیل کے جہاں سے باہر نکل کر گرم شال کو اچھی طرح دونوں کندھوں کے گرد پھیلاتی وہ اٹھ کر گیٹ تک آئی اور باہر حرعین کو کھڑے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

''آنی! میرے پاپا کی طبیعت بہت خراب ہے' پلیز جلدی آئیں ناں...'' جیسے ہی اس نے گیٹ کھولا حرعین اس کا ہاتھ تھام کر روتے ہوئے بولی۔جواب میں اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑلیا۔

''کیا ہوا ہے پاپا کو...'' فوراً اس کے ساتھ گرین پیلس کی طرف لپکتے ہوئے اس نے پوچھا تھا جب وہ بولی۔

''پتا نئیں... میں ان کے کمرے میں گئی تو پاپا بیڈ پر الٹے پڑے تھے ان کی آنکھیں بھی نہیں کھل رہی تھیں اور پیشانی سے خون بھی بہہ رہا تھا۔''

حرعین کی بات نے اسے مزید ڈرادیا مگر اس کے باوجود وہ اسے تسلی دیتی تقریباً بھاگ کر عظیم کے کمرے کی طرف بڑھی تھی' جہاں وہ حرعین کی اطلاع کے عین مطابق بیڈ پر اوندھا پڑا تھا۔کیفیہ دھڑکتے دل کی رفتار کی پروا کیے بغیر تیزی سے اس پر جھکی تھی۔

''عظیم...'' مگر وہ بے سدھ پڑا رہا۔ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو اندر کو دھنسی آنکھیں اور بکھرے بالوں نے اس کا حال خاصا افسوس ناک بنا رکھا تھا' وہ اسے جھنجوڑتے ہوئے بے ساختہ رو پڑی۔

''عظیم... عظیم اٹھو ناں پلیز!'' بمشکل اس نے اسے بیڈ پر سیدھا کیا تھا' جواب میں عظیم نے اس کے ہاتھ جھٹک دیئے۔وہ بڑی مشکل سے آنکھیں کھولنے کی کوشش کررہا تھا مگر نشے کی شدت کے باعث کھول نہیں پارہاتھا۔کیفیہ یہ بھول گئی کہ اس کے منگیتر اور بھابی نے اسے کیا نصیحت کی تھی؟ اسے اس

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

چیز کی پروا بھی نہیں رہی تھی کہ اس کے سامنے جو شخص ابتر حال میں پڑا تھا وہ اس کا محرم نہیں تھا‘ اسے صرف اتنی خبر تھی کہ وہ رو رہی تھی اور اس کا دل کسی بھی خدشے سے بے نیاز جیسے ڈوبتا جارہا تھا۔

”عظیم... عظیم آپ کی پیشانی سے خون بہہ رہا ہے‘ پلیز آنکھیں کھولیں۔“ اس کے کندھے جھنجوڑتے ہوئے وہ جھکی تھی اور اسی لمحے عظیم نے عجب سی بے خودی میں اسے جکڑا تھا۔

”منزہ...“کیفیہ کو لگا اس اچانک افتاد پر اس کا دل دھڑکنا بند ہوجائے گا‘ قطعی گمان نہ ہونے کے باعث اس کے کھینچنے پر وہ خاصی ان بیلنس ہوکر اس پر گری تھی اور اب اس کا چہرہ جیسے فق ہورہا تھا۔

”منزہ... میں بھی مرجائوں گا...“ اپنی گرم بوجھل آواز میں اس کی سماعتوں کے عین قریب چہرہ گھسائے وہ کہہ رہا تھا اور وہ مچل کر رہ گئی تھی۔

”عظیم... ہوش میں آئیں‘ میں منزہ نہیں ہوں۔“ بڑی دقتوں سے خود کو سنبھالا تھا اس نے‘ مگر عظیم لغاری نے جیسے کچھ سنا ہی نہیں۔

”کوئی ایسے بھی کرتا ہے جیسے تم نے کیا‘ ایسے چھوڑ کر جاتا ہے کوئی...؟“ وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کررہی تھی اور وہ اسے مزید خود میں جذب کرنے کی کوششیں کررہا تھا۔حرعین اس صورتِ حال پر مزید پریشان ہوگئی تھی۔کیفیہ کو اب اپنی غلطی کا احساس ہورہا تھا‘ اسے نشے کی اس حالت میں اسے ہر گز چھیڑنا نہیں چاہیے تھا۔

”عظیم چھوڑو مجھے...“ حرعین کو روتے دیکھ کر بھرپور قوت کا استعمال کرتے ہوئے اس نے اس کے بازوئوں کا مضبوط حلقہ توڑا اور ایک بھی پل مزید ضائع کیے بغیر فوراً سنبھل کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

”آنی! پاپا کو کیا ہوا ہے؟“ اس کی سانسیں اپنے معمول پر آ بھی نہیں پائی تھیں کہ حرعین آکر اس کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔

”دماغ خراب ہوگیا ہے پاپا کا اور کچھ نہیں ہوا۔“ اسے خود سے الگ کرتے ہوئے وہ عظیم کے کمرے سے باہر نکل گئی‘ دل کی تیز دھڑکنیں اب بھی اس کی سماعتوں میں شور بپا کررہی تھیں عین اسی پل ”گرین پیلس“ کی ڈور

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

بیل بج اٹھی‘ کیفیہ کو ٹائم کا اندازہ نہیں تھا‘ یہی وجہ تھی کہ وہ پھولی سانس کے ساتھ جیسے ہی گیٹ پر آئی اپنے سامنے کھڑے خرم رضا کو دیکھ کر شاکڈ رہ گئی۔

”خرم... آپ...؟“

”مر گیا خرم‘ سنا تم نے؟ کاش! مجھے پہلے پتا ہوتا کہ تم کس قماش کی لڑکی ہو تو میں کبھی تم سے رشتہ نہ جوڑتا۔ محبت کی پینگیں کسی سے اور زندگی گزارنے کے خواب کسی اور کے ساتھ‘ تف ہے تم پر...“ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ پڑرہا تھا۔ وہ چاہنے کے باوجود اپنے دفاع میں خود اعتمادی سے کام نہ لے سکی۔

”یہ جھوٹ ہے خرم! نرا بہتان ہے مجھ پر.... مم... میں صرف بچوں کی وجہ سے...“

”بکواس بند کرو‘ بہت بے وقوف بنالیا تم نے مجھے اب اور نہیں۔ آدھی رات کا وقت اور یہ تمہاری پھولی سانسیں؟ عقل کا اندھا ہوں میں جو کچھ نہیں

سمجھوں گا... بولو...؟“ بے حد غصے سے چنگھاڑتے ہوئے اس نے اس کی ذات کو لمحوں میں دو کوڑی کا کر ڈالا تھا۔ پھر اسی وقت اس کے آنسوئوں کو کسی خاطر میں لائے بغیر وہ اس کا بازو پکڑ کر اسے تقریباً کھینچتے ہوئے گھر لے آیا تھا۔ جہاں اس کا پیارا بھائی جو اس پر جان دیتا تھا اور بھابی جو کسی طور ماں سے کم نہیں تھی‘ پریشان سے ٹہلتے ہوئے اسی کے بارے میں بات کررہے تھے۔ خرم نے ان کے سامنے پہلے اس کا بازو چھوڑا تھا۔

”کیابات ہے خرم!“ اسے غصے میں دیکھ کر بھابی نے ہی پوچھنے کی جسارت کی تھی۔

”اس سے پوچھیے آپا کہ کیا بات ہے؟ جس نے میرے وارن کرنے کے باوجود اس شخص کے گھر جاتے ہوئے یہاں کسی کو بتانے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے اس کا موبائل ٹرائی کررہا ہوں مگر یہ گھر میں ہوں تو بات کریں ناں اور مجھ سے بھلا کیوں بات کریں گی یہ‘ میں لگتا ہی کیا ہوں ان کا‘ سب کچھ لگتا تو وہ ہے جس کے بچوں کی ماں بننے کا شوق

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

چرایا ہوا ہے اسے۔" وہ غصے میں بنا سوچے سمجھے جو منہ میں آرہا تھا کہہ رہا تھا۔جس پر اس کے بھائی کے چہرے کی رنگت متغیر ہوگئی تھی۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو خرم! زبان سنبھال کر بات کرو۔"

"میں تو زبان سنبھال ہی لوں گا' آپ اپنی بہن کو سنبھال کر رکھیے' جو محبت کی پینگیں کہیں اور بڑھا کر' شادی کسی اور سے رچانے کے خواب دیکھ رہی ہے۔" اس کے لہجے میں سفاکی تھی اور پھر اس کے بعد وہ چند لمحوں کے لیے بھی وہاں ٹھہرا نہیں تھا' وہ رشتہ جو ان دونوں کے مابین قائم تھا وہ رشتہ بھی جاتے ہوئے ختم کردیا تھا اس نے اور اب وہاں گہرا سکوت چھایا تھا۔بھائی اور بھابی اسے ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکے تھے مگر اس کے باوجود اسے عجیب سی چپ لگ گئی تھی۔

سارہ کو اگلی صبح ساری بات کا پتا چلا تو وہ بھی پریشان ہوکر رہ گئی مگر ساتھ میں اسے اس شخص پر بھی جی بھر کر غصہ آیا جو اپنی مرحومہ بیوی کے عشق میں پاگل ہونے کے باوجود' نشے میں ہی سہی مگر اس کی دوست کے وقار کو

مجروح کرچکا تھا۔کیفیہ کو مطلع کیے بغیر وہ خاصے تپے انداز میں گرین پیلس آئی تھی اور زینب بی کے سامنے جو منہ میں آیا اس شخص سے کہتی گئی تھی جو خود ہوش میں آنے کے بعد بہت پریشان تھا۔پہلی بار اسے اپنے نشے کی کثرت پر شرمندگی ہورہی تھی' پہلی بار اسے احساس ہوا تھا کہ ایک مردہ وجود کی محبت میں تباہ ہوتے ہوئے وہ بہت سے زندہ لوگوں کے ساتھ بہت غلط کررہا ہے' یہی وجہ تھی کہ وہ سنبھل گیا تھا۔

پہلی فرصت میں اس نے اپنے کمرے کی ترتیب بدلی تھی پھر پہلی بار خود کیفیہ کے گھر آکر اس کے بھائی اور بھابی سے ایکسکیوز کیا تھا کہ اس کی بے پروائیوں کی وجہ سے کیفیہ کا اتنا اچھا رشتہ ختم ہوا۔زینب بی کی دیکھ بھال بھی اب پوری توجہ سے کررہا تھا۔بھائی اور بھابی دونوں کو ہی اس کی شخصیت بہت اچھی لگی تھی' یہی وجہ تھی کہ بھائی نے اسے اپنے کاروبار میں ہی شریک کرلیا تھا۔اب اپنے گھر کے لان میں بیٹھتے ہوئے اس کی نظریں بار بار سامنے

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

والے گھر کے ٹیرس کی طرف اٹھتی تھیں مگر کیفیہ اپنے کمرے کی کھڑکی سے اسے بس ایک نظر دیکھ کر پلٹ جاتی۔

اس روز جب سارہ اسے عظیم کے حوالے سے بہت تنگ کررہی تھی جانے اس کے دل میں کیا آیا کہ اس نے سالار کو کال کھڑکا دی' وہ کسی میٹنگ میں مصروف تھا' صرف اس کا نمبر دیکھ کر کال پک کرگیا۔

''ہیلو السّلام علیکم! کیسے ہیں سالار بھائی۔''

''الحمد للہ! بخیرو عافیت ہوں' آپ سنائیں۔''

''میں بھی بخیرو عافیت ہوں' الحمد للہ! لیکن سارہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔''

''کیوں؟ کیا ہوا اسے...؟''

''پتا نہیں شاید ٹھنڈ لگ گئی ہے' کچھ کھاتی ہے نہ پیتی ہی' بس اداس رہتی ہے' ڈاکٹر کے پاس بھی نہیں جاتی میں تو سمجھا سمجھا کے تھک گئی ہوں' تنگ آکر آپ کو فون کیا ہے' آپ ہی کچھ سمجھادیں۔''

''اوکے! آج تو بہت بزی ہوں کل چکر لگانے کی کوشش کروں گا۔'' اس کے چکر میں آئے بغیر اس نے کال ڈسکنکٹ کردی تو وہ اپنے موبائل کو گھور کر رہ گئی۔اسی پل سارہ اس کے سر پر چنگھاڑی۔

''کھوتی لڑکی! کیا بکواس کررہی ہو تم اس فضول انسان سے؟''

''کر نہیں رہی یار! کررہی تھی اور فضول تو وہ واقعی بہت ہے' مجال ہے جو کبھی چکر میں آجائے۔''

''پاگل ہو تم اور کچھ نہیں' میں بھی کرتی ہوں جاکر وہ عظیم صاحب سے بات...''

''جان لے لوں گی تمہاری اگر اس کا نام بھی لیا تو؟''

''کیوں... اب تو خاصا سدھر چکا ہے بے چارہ! بھابی بہت تعریفیں کررہی تھیں اس کی اور پھر تم نے جو قسم کھالی ہے شادی نہ کرنے کی' اس کا بھی تو کوئی حل نکالنا ہے کہ نہیں۔''

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

"اپنی فکر کرو تم میری نہیں اچھا۔"

"نئیں یار! اکلوتی دوست ہو میری' فکر تو کرنی پڑے گی۔سنا ہے صاحب موصوف خاصے لائن پر آگئے ہیں اور چھپ چھپ کر یہ چاند چہرہ تلاشنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔"

"کوئی نہیں! بڑی خوش فہمی ہے تمہاری' وہ صرف اپنی مرحومہ بیوی سے پیار کرتا ہے اور بس..."

"زندہ بیوی سے بھی کرنے لگے گا' تم موقع تودو۔" وہ کہاں باز آنے والی تھی'کیفیہ نے چڑ کر اس کی کمر پر کئی مکّے ایک ساتھ برسا دیئے۔

☆...☆...☆

عظیم لغاری نے کیفیہ آفندی کو پرپوز کیا اور یہ بات اس کے لیے کسی شاک سے ہر گز کم نہیں تھی۔وہ شخص جو اپنی مرحومہ بیوی کے لیے پاگل تھا' جسے اس کی استعمال شدہ کسی چیز پر دوسرے کا سایہ پڑنا بھی گوارا نہیں تھا اسی شخص نے اسے پرپوز کیا تھا' وہ یقین نہیں کرپارہی تھی۔

بھابی نے اس سے اس کی رائے پوچھی تھی لیکن وہ خود اور ان کے شوہر دونوں اس پرپوزل سے بہت خوش تھے لہٰذا شرماتے' ہچکچاتے ہوئے اس نے بھی ہاں میں جواب دے دیا جس کے بعد چٹ منگنی اور پٹ بیاہ والا حساب ہوا اور وہ عظیم حیدر لغاری کے نام سے منسوب ہوکر اس کے "گرین پیلس" میں آگئی۔

کیفیہ نے اپنی شادی میں سالار کو خصوصی طور پر انوایٹ کیا تھا مگر وہ اپنی بے تحاشا مصروفیات کے پیشِ نظر صرف ولیمے والے دن ہی تھوڑی دیر کے لیے آسکا تھا اور اس وقت بھی اس نے سارہ کو کوئی خاص رسپانس نہیں دیا تھا جس پر وہ جی بھر کر دکھی ہوئی تھی۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

کیفیہ کی رخصتی کے فوری بعد شدید جذباتیت کا شکار ہو کر اس نے بھی فوری حویلی واپسی کی تیاری باندھ لی تھی۔جس پر بھابی نے خاصا احتجاج کیا تھا مگر اس نے شائستگی سے معذرت کرلی۔اپنی جان سے پیاری دوست کو خوشیوں کی ہزاروں دعائیں دیتی وہ اپنے گھر واپس لوٹی تو در و دیوار سے ٹپکتی عجیب سی وحشت نے اسے پھر رلادیا۔

تھوڑی ہی دیر میں ارد گرد کے گھروں سے خواتین افسوس کے لیے اس کے پاس آنا شروع ہو گئیں۔ان خواتین سے جیسے جیسے وہ اپنے بھائیوں کی درندگی کا احوال سنتی جارہی تھی اس کی حالت غیر ہوتی جارہی تھی، اپنی محبوب ماں اور بھابی کی موت پر وہ جیسے اندر سے ٹوٹ کر رہ گئی تھی۔

اسے ذرا سا گمان بھی ہوتا کہ اس کے حصے کی جائیداد کے لیے اس کے بھائی اتنے ظالم بن جائیں گے تو وہ خود خوشی خوشی اپنا حصہ انہیں سونپ دیتی۔اسلم لوہار اور اس کا بیٹا سالار کی کوششوں سے بے گناہ ثابت ہو کر جیل سے باہر

آچکے تھے مگر اس کی بیوی اب بھی جھولی پھیلا پھیلا کر اس کے بھائیوں کو بددعائیں دیتی نظر آتی تھی۔

سالار کو اس کی حویلی آمد کا پتا چلا تو فوراً دوڑا آیا۔

"یہاں کیوں آئی ہو؟" آتے ہی پہلا سوال اس نے یہی پوچھا تھا۔سارہ نے اس کی آمد پر اپنے آنسو پونچھ لیے۔

"میرا گھر ہے یہ، کوئی روک سکتا ہے مجھے یہاں آنے سے؟"

"روک تو سکتا ہوں مگر روکوں گا نہیں کیونکہ پھوپو سے وعدہ کرچکا ہوں ہمیشہ تمہیں خوش رکھنے کا..."

"مگر مجھے اب خوشیاں نہیں چاہئیں، جب مجھے خوش دیکھ کر خوش ہونے والے ہی نہیں رہے تو یہ خوشیاں کس کام کی۔" اس کی پلکیں پھر بھر گئی تھیں۔سالار جواب میں اس کے مقابل بیٹھ گیا۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

''نہیں سارہ! ایسے نہیں کہتے' اللہ اپنے نیک بندوں کا امتحان لیتا ہے اور گناہ گاروں کو ان کے بداعمالیوں کی سزا دیتا ہے' میں اگر پھوپو کا حکم نہ مانتا تو وہ لوگ تمہیں جان سے مار دیتے۔''

''تو کیا ہوا مجھے ماردیتے جان سے' میری ماں اور بھابی تو بچ جاتیں۔''

''بھول ہے تمہاری' جن لوگوں کے ضمیر مرجاتے ہیں سارہ! وہ کسی رشتے کو بھی ڈسنے سے باز نہیں آتے اور ہوتا تو وہی ہے جو کاتب تقدیر نے ہماری قسمتوں میں لکھ دیا ہے' ہوسکتا ہے قدرت تم سے اپنے بہت سے سیدھے سادھے بندوں کی بھلائی کا کام لینا چاہتی ہو۔''

''ہاں...''

''تو پھر رونے دھونے میں خود کو ضائع کرنے کی بجائے کوئی بھلائی کا کام کرنے کا سوچو' باقی جہاں تک میری ذات کا سوال ہے تو اگر تم چاہو گی تو میں یہ رشتہ جو زبردستی قائم ہوا تھا برقرار رکھوں گا' اگر تم نہیں چاہو گی تو...''

''تو...؟'' اس کے بات ادھورے چھوڑنے پر ا اس کا دل جیسے زور سے دھڑکا تھا۔

''تو... تو کیا...؟ سیدھی سی بات ہے اگر تم نہیں چاہو گی تو بھی میں تمہاری جان چھوڑنے والا نہیں۔'' ہلکی سی سانس بھر کر وہ مسکرایا تھا جواب میں سارہ نا چاہتے ہوئے بھی اس کے سامنے رو پڑی۔

''بس جانو! اب رحم کرو مجھ پر اور کتنا ضبط سے کام لوں' اب تو میری بھی بس ہوچکی ہے۔'' اسے نرمی سے تھام کر گلے لگاتے ہوئے وہ بولا تو وہ اس سے لپٹ کر مزید دل کا غبار ہلکا کرنے لگی۔یہ طے تھا کہ وہ شخص محبتوں کا گھنا سایہ دار درخت تھا' جو اسے اپنے ربّ کی کرم نوازی کے بعد اپنی ماں کی دعائوں سے ملا تھا اور اب اس خوب صورت ہم سفر کا ساتھ پاکر اسے اپنے گائوں کے سیدھے سادے غریب لوگوں کے لیے نہ صرف بنیادی تعلیم کے حصول کا بندوبست کرنا تھا بلکہ اپنی زمینوں سے حاصل ہونے والی آمدنی سے اسی گائوں کی مختلف ضروریات پوری کرکے ان زیادتیوں کا کفارہ ادا کرنا

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

تھا جو اس کے راہ بھٹکے ہوئے بھائیوں سے جانے انجانے میں سر زرد ہوتی رہی تھیں کہ اب ان کے انجام سے بہت اچھی طرح باخبر ہوچکی تھی۔

☆...☆...☆

عظیم اپنی ماں سے ہزاروں دعائیں لے کر انہیں خوش وخرم سلانے کے بعد جونہی اپنے بیڈ روم میں داخل ہوا۔وہاں اپنے بیڈ پر کیفیہ کو دلہن کے روپ میں سعد اور حرعین کے ساتھ مگن دیکھ کر رک گیا۔وہ کتنا حسین اور مکمل نظارہ تھا۔حرعین کی نگاہ اچانک اس پر پڑی تھی اور وہ خوش خوش سی فوراً اس کے قریب دوڑی آئی تھی۔

”پاپا! آپ کو پتا ہے آنی میری مما بن گئی ہیں‘ میں انہیں مما کہہ سکتی ہوں۔“

”ہوں...“ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

”او پاپا! آج میں بہت خوش ہوں‘ سعد اور دادی ماں بھی بہت خوش ہیں‘ آپ دیکھیے گا اب مما یوں ٹھیک کردیں گی دادی ماں کو۔“ چٹکی بجاتے ہوئے حرعین نے کہا تو وہ مزید مسکرادیا۔

”جی بیٹے! جادو آتا ہے آپ کی مما کو‘ اسی لیے وہ ہر چیز یوں ٹھیک کردیتی ہیں۔“کیفیہ باپ بیٹی کی گفتگو کو انجوائے کرتے ہوئے خود بھی مسکرارہی تھی تبھی وہ اس کے قریب آیا تھا۔

”السّلام علیکم!“

”وعلیکم السّلام!“ اس کے قریب آنے پر دل کی دھڑکنیں پھر منتشر ہوگئی تھیں‘ جب وہ بولا۔

”بچوں کو ساتھ لے کر سونے کا ارادہ ہے کیا...؟“

”جی ہاں...!“

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

”کیوں؟“

”کیوں سے کیا مطلب، میرے بچے ہیں۔“

”اچھا! لیکن ان بچوں کا ایک باپ بھی ہے جسے ابھی تم سے بہت ساری باتیں شیئر کرنی ہیں، وہ کیا کرے؟“ اس کی آنکھوں میں شرارت تھی۔کیفیہ نے آنکھیں جھکالیں۔

”وہ ابھی ویٹ کرے میرے بچوں کے سونے کا۔“

”ہاہاہا... قطعی مدہوشی میں سرزد ہونے والی حرکت کی اتنی بڑی سزا؟“ وہ اسے کچھ یاد دلارہا تھا۔کیفیہ کا جھکا سر مزید جھک گیا۔

”جی ہاں...!“

”نہیں یار! میں نے سنا ہے تم بڑی رحم دل لڑکی ہو اور تمہاری اسی ادا نے مجھے زندگی کی طرف واپس پلٹنے میں مدد دی، ورنہ منزہ کے بعد کسی اور کے سنگ جینے کا تصور بھی نہیں تھا میرے پاس مگر تمہاری قربانیوں نے مجھے

WWW.PAKSOCIETY.COM

احساس دلایا کہ زندگی محض اپنے لیے جینے کا نام نہیں ہے، اس کا مقصد ہی خود کو دوسروں کے لیے وقف کردینا ہے، اسی سوچ کے تحت دیکھو کیا سے کیا ہوکر رہ گیا میں۔“ اس کے لہجے میں ہلکی سی نمی تھی۔کیفیہ سر اٹھا کر بغور اس کے چہرے کو دیکھنے لگی۔”تم بہت اچھی ہو کیفیہ! ہوسکتا ہے منزہ کی یاد مجھے پوری طرح سے تمہیں خوش رکھنے کا موقع نہ دے مگر میں کوشش کروں گا کہ کبھی تمہاری آنکھ میں آنسو نہ آنے دوں، بے خبری میں دانستہ یا نا دانستہ اگر کوئی بھول ہو بھی جائے تو پلیز مجھے معاف کرکے درگزر کرنے سے کام لیتی رہنا، پلیز...“

”اوکے...“

”تھینکس ڈیئر! تم واقعی دنیا کی سب سے اچھی لڑکی ہو۔“ از حد ممنون ہوکر وہ اب اس کا ہاتھ تھام رہا تھا جب سعد اچانک بولا۔

”نئیں... میری مما اے!“ اس نے کیفیہ کا ہاتھ عظیم کے ہاتھ سے فوراً کھینچ لیا تھا جس پر عظیم کے ساتھ ساتھ وہ بھی ہنس پڑی۔

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM

WWW.PAKSOCIETY.COM

”لگتا ہے یہ دو ہی رہیں گے۔“

اب وہ سرگوشی میں مسکراتے ہوئے اس سے کہہ رہا تھا جس پر ایک بار پھر ہنستے ہوئے کیفیہ نے سعد کو اپنی بانہوں میں بھرلیا۔سامنے منزہ کی تصویر لگی تھی مگر کیفیہ کو اب اس میں اپنا عکس دکھائی دے رہاتھا۔وہ آنے والے وقت کے حسین لمحوں کو تصور میں لاتی سعد اور حرعین کو اپنے ساتھ لگائے عظیم لغاری کے مضبوط کندھے پر سر ٹکاگئی کہ کبھی کبھی قدرت آپ پر یوں مہربان بھی ہوجاتی ہے۔

ختم شد

BOOK SHAPE BY PAKISTANIPOINT TEAM